بعون صانع ملک مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان
دیوان غالب
مطبع منشی نولکشور میں طبع مقبول اہل جہان ہوا

بعون صناع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان
دیوان غالب
مطبع منشی نولکشور مین بطبع رنگین مقبول اہل جہان ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسکہ تھا ہر داغ سوزش پر تن بے نور کا
جلگیا رکھتے ہی پھاہا مرہم کافور کا

دیکھے گر عالم وہ اسکے چہرۂ پر نور کا
سنگ میں مثل شرر چھپ جا شعلہ طور کا

دار انگشت شہادت ہے پۓ اثبات حق
کیونکہ دعویٰ کرسکے باطل کوئی منصور کا

میرے داغ دل میں سوزش ہے جسکے سامنے
آفتاب حشر بھی اک قرص ہے کافور کا

لائق خار الم فرہاد ای شیرین نہیں
عاشقوں سے کام لیتا ہے کوئی مزدور کا

قابل بار امانت تھا تو یہ آدم ہی تھا
کب اٹھا ارض و سما سے بوجھ اس مغرور کا

منزل مقصود تک پہونچینگے کیونکر ہم ضعیف
پاؤں اٹھ سکتے نہیں اور ہے ارادہ دور کا

چھوٹے ہیں فوارۂ خون ہیرن موسے
ٹانکا کوئی شاید دل صدچاک کا ٹوٹا

مغرب سے جو خورشید ہوا آج نمایان
کیا تکمہ گلوے بت بیباک کا ٹوٹا

یہ سنگ حوادث فلک سفلہ نے مارے
ہر عضو مرے کالبد خاک کا ٹوٹا

وہ ٹوٹ گیا بادہ پرستون کا چمن مین
گلشن مین اگر خوشہ کوئی تاک کا ٹوٹا

سو بار یم گریہ مرا جوش پہ آیا
تختہ نہ کوئی کشتی افلاک کا ٹوٹا

مت باندھ مسلسل بیتاب کو یہین
کیا لطف جو حلقہ تری فتراک کا ٹوٹا

ٹھکرایا تھا کیون نے مرے سنگ لحد کو
ناخن جو ترے توسن چالاک کا ٹوٹا

نظارۂ خوبان سے یہ آنکھین ہوئین سیر
رشتہ نہ ہماری نگہ پاک کا ٹوٹا

تپال تلک سوکھ گیا موسم گرما
پانی نہ چہ دیدہ نمناک کا ٹوٹا

وہ موج سبک لطمہ ہون اس بحر مین غافل
دل جس سے نہ خاروخس و خاشاک کا ٹوٹا

ابر دود آہ سوزان گر ہوا پر چھائیگا
ہے یقین عالم مین انگارون کا مینھہ برسائیگا

میرے نالون کے سبب تک تازیانے کھائیگا
کب سمند چرخ کج و راستی پر آئیگا

مقدر میں اگر ہوتا بر آنا مطلب دل کا
نہ رہجاتا مری جانب کو اُٹھکر ہاتھ قاتل کا

نہیں آسان تڑپنے دیکھ سکنا ہمنے بسمل کا
یہی باعث ہی جو منھ پھر گیا شمشیر قاتل کا

غبار دشت مجنون کو بھی لیلی سے محبت تھی
بگولا جو اُٹھا اُسنے نچھوڑا ساتھ محمل کا

طرف گرداب کے کھینچے ہی دست موج دامن کو
جو بحر عشق سے کرتا ہی کوئی قصد ساحل کا

وہ سرو دلفریب آیا ہی پھر سیر ای قمری
مقام رشک ہی ہونا چمن مین سرو مائل کا

زمین عشق مین ہم دانۂ اشک بوتے ہین
بجز لا حاصلی خرمن نہین کچھ اپنے حاصل کا

وہ شاہ ظلم پیشہ حسن کی لت دو مین گم ہی
کہ جسکو داد خواہون کا گمان ہوتا ہی سائل کا

بیابان گرد ہی مجنون کا پھر ہی شور صحرا مین
جگاوے پائے خفتہ کو ہمارے غل سلاسل کا

وہ آئینے مین صورت دیکھکر اپنے یہ کہتا ہی
نہین ہی آج دنیا مین کوئی میرے مقابل کا

چھڑایا ایک ہی تلوار مین زندان ہستی سے
دہان زخم سے واجب ہی مجکو شکر قاتل کا

تقرب ہی اگر منظور تو مل وہ رہا شون سے
کہ میل راہ سے اکثر نشان ملتا ہی منزل کا

بہار خط خوبان سے ہین آثار خزان پیدا
عبث تو شیفتہ ہی اسقدر اس خط باطل کا

عزیز اُس سے نکیجے گروہ مانگے جان شیرین بھی
جواب تلخ سے دل توڑیے ہرگز نہ سائل کا

قتل عشاق پہ باندھی ہوئین گر تمنے کمر
ہر طرف کو ہی یہ پھر گنج شہیدان کیا

کیون نہ مظلومی دل پر مجھے رونا آئے
گھر گیا جا کے میان صف مژگان کیا

اسکے ہر بوسے مین ہم پاتے ہین شکر کا مزا
ہی ذقن کا تری ای شوخ نمکدان کیا

گرتے ہی چشم سے آنسو کا ملا پھر نہ پتا
ملگیا خاک مین یہ گوہر غلطان کیا

پشت پا توڑ کے نکلا جو چبھا تلوے مین
تیز اس دشت کا ہی خار مغیلان کیا

ناخن دست جنونکی ہین کہون کیا تیزی
چاک سینے کو کیا اسنے گریبان کیا

نہ زمین ہوتی ہی شق اور نہ فلک پھٹتا ہی
نالہ کرتا ہی تو **غافل** شب ہجران کیا

[illegible] آشنا جہان مین کون مجھسا کم ہوا
گر غیر بھی موا تو مجھے اسکا غم ہوا

گو میرا ہاتھ لکھنے کی بابت قلم ہوا
تسپر نہ شوق نامہ نویسی کا کم ہوا

ان سینکڑون سے ایک کی بھی نہ آئی ہمین خبر
جو قافلہ روانہ ملک عدم ہوا

کیا کیا نہ سرکشونکی وہان گردنین جھکین
میدان مین جو اسکا نیمچہ جسد علم ہوا

جب تک درست وضع نہ تھی ایک سنگ تھا
ہمنے تراشا تب کہین وہ بت صنم ہوا

مضمون سوز دل جو لکھا خط میں یار کو
کھولا لفافہ اسنے تو شعلہ علم ہوا

کاغذ بہا پھر الف دریا کی طرح سے
آنسو تھمیں نہ نامہ ہمارا رقم ہوا

نالاں تھا یہ نہیں ایک جہاں جسکے ہاتھ سے
باندھی جفا پر اسنے کمر اب ستم ہوا

لکھا جو میں نے واقعۂ دل کا ماجرا
گریاں ہوئی دوات تو نالاں قلم ہوا

غافل کو کام کچھ نہیں ان اہل جاہ سے
اسکی بلا سے کوئی اگر ذی حشم ہوا

مردے زندہ ہوتے ہیں اعجاز یہ ہر چال کا
قم باذنی ہے مگر نالہ تری خلخال کا

نالہ کش زیر قدم ہے دل کسی پامال کا
درد آگیں ہے جو شیون یار کی خلخال کا

جامۂ شبنم سے بھی جس گل کا چھلتا تھا تن
چاہیے کیا ایسے نازک تن کو کپڑا چھال کا

چاہتا ہے یہ غرور حسن اے رشک پری
ہاتھ میں حوروں کے ہو پایہ ترے سکھپال کا

ہو گئی صرف خزاں اے گل بہار باغ
جبسے دیکھا رنگ تیرے چنپئی رومال کا

سر پہ اکدن اضطراب دل قیامت لائیگا
حشر کے آثار ہیں آنا بہت بھونچال کا

بسکہ رہتا ہے ہمارے مرغ دل کا منتظر
دیدۂ مشتاق ہے ہر ایک حلقہ جال کا

مر گئے پر یاں ہی حیوانوں سے بدتر آدمی	کفش پا بن بھی نہیں مصرف ہی سلی کھال کا
حب زر کا ہی مآل کار تاریکی قلب	یعنی ہوتا ہی سیہ دیوار و در ٹکسال کا
بوسۂ لب کب شکر خوروں سے وہ رکھے دریغ	طوطی خط کو دیا ہی جسنے دانہ خال کا
فیض صحبت تیرہ بختوں کو اثر کرتا نہیں	مزرعہ خط میں ہو کب سر سبز دانہ خال کا

آشنائے بحر الفت جب سے ای غافل ہین ہم
سو لس کا اندیشہ ہی ہمکو نہ ڈر گھڑیال کا

مجلس افروز جو شب چہرۂ جانانہ ہوا	گردن شمع کو خنجر پر پروانہ ہوا
استخوان تن مجنوں نہ کہین کھائے ہون	سگ لیلے کو یہ ہم سنتے ہین دیوانہ ہوا
نشۂ می نے کیا بند وہ عالم سے رہا	خط آزادی ہین تو خط پیمانہ ہوا
چین ابرو مین نہ رکھ تو کہ برا عیب ہی یہ	کاٹتی کم ہی وہ جس تیغ مین دندانہ ہوا
فرق خوردی سے کب آتا ہی بزرگی مین کبھی	داخل سبحہ ہی چھوٹا بھی اگر دانہ ہوا
کس توقع پہ کرے خدمت محبوب کوئی	تار گیسو سے رفو کب جگر شانہ ہوا
خلوت قدس مین جا ملتی ہی مجذوبون کو	وہی اسکا ہوا جو آپ سے بیگانہ ہوا

یاد مین اُس کف رنگین کے یہ خون حنا مین — غیرت صحن گلستان مرا کاشانہ ہوا

کسنے اُلٹا رخ رنگین سے چمن مین پردا — رشک یاقوت جو شبنم کا ہر اک دانہ ہوا

قصہ درد مرا جسنے سنا ہو غافل
کب پسند اُسکے بھلا اور کا افسانہ ہوا

آفت جان فقط یار کا انداز ہوا — جی کے دشمن ہین سبھی غمزہ ہوا ناز ہوا

توسن ناز کی کیون باگ نہین لیتے ہو — خون سے گلرنگ تو میدان تک و تاز ہوا

کونسا وصل کا اسلوب تھا میرے انکے — ان بتون سے تو مرا کام خداساز ہوا

کیون نہ تجھسے ہم آئینہ دل کو توڑین — کب یہ شایان نگاہ غلط انداز ہوا

نالہ کش جسکی جدائی مین رہا مین برسون — ایکدم بھی نہ مرا آکے وہ دمساز ہوا

کھیل ہی یار کو ٹھوکر سے جلانا مُردے — فخر کیا اسکا جو عیسیٰ سے یہ اعجاز ہوا

جبسے آہنگ سُنی اُسنے مرے نالے کی — پھر نہ مرغ چمنی زمزمہ پرداز ہوا

بوے گل آتی ہی ابتک مرے پیراہن سے — وصل کی رات لپٹنا ترا اغماز ہوا

پاس جھلاتی ہی لیلی ترے دیوانے کو — قیس دل خستہ کا کس روز یہ اعزاز ہوا

پئے زینت دلا کا جل کا تل اُس نے بنایا ہی
غضب ہوگا اگر بوسے سے وہ خال ذقن بگڑا

کہین شیشہ لونڈھا ہی کہین ہی دُور گون ساغر
ترے اُٹھنے سے ای میکش یہ طور انجمن بگڑا

بناے ظلم گردون کو کیا ہی کسنے مستحکم
نبے بگڑے نئے گھر اور یہ قصر کہن بگڑا

قلم ہوئیگا ای مشاطہ تیرا ہاتھ شانے سے
اگر زلفین بنانے مین کوئی پیچ و شکن بگڑا

کیا وہم مری جانب سے کسنے زلف مشکین کو
جو مجھسے بیطرح یہ لشکر شاہ ختن بگڑا

موافق سب ہر اک شی زیب دیتی ہی زمانے مین
کمی بیشی جہان آئی یہ جانو پیرہن بگڑا

عجب انداز سے انگڑائی لی اُس مست صہبا نے
نہ سینہ کچھ ہوا اُسکا نہ اک ذرہ بدن بگڑا

اگرچہ مین نے دو غزلین کہین اس بحر مین غافل
بناوٹ اسکو کہتے ہین نہ انداز سخن بگڑا

رہی قدر شرافت کیا زمانے کا چلن بگڑا
زرالے اینٹھتے پھرتے ہین ایسا بانکپن بگڑا

موے پر بھی ہوے ممنون نقاش محبت ہم
بنا تصویر روے یار جو حرف کفن بگڑا

گذار کعبہ و بتخانہ مین ہو کسطرح میرا
اِدھر تو شیخ بگڑا ہی اُدھر برہمن بگڑا

خرابی اس بناے ہستی کی مت پوچھو
حباب آبجو کی طرح بنکر قصر تن بگڑا

ہر صبح جو گریبان کرتا ہی چاک اپنا
کیا جانے گوش گل مین کہہ جاتی ہی صبا کیا

ناحق زبان شمع محفل کو کاٹتے ہین
اس کم سخن نے کوئی تبلاؤ تو کہا کیا

ہنگام عرض مطلب اتنا ہی یاد اسکا
تکرار سے یہ کہنا پھر کہئیے تو کہا کیا

در پردہ گر نہین ہی شوق نظارہ تمکو
چھپ چھپ کے ہی وہ غافل چلمن سے جھانکتا کیا

گر خط مین رقم وصف گیسوے تبان ہوتا
اغلب کہ مرا خامہ مار دو زبان ہوتا

گلشن مین وہ خوش قامت گر جلوہ کنان ہوتا
جیون سایہ دبے پاؤن شمشاد روان ہوتا

صحرا مین وہ گر میری زنجیر کا غل سنتا
لیلی کیطرح مجنون پردے مین نہان ہوتا

گر ضبط نکرتا مین فرقت مین تو کیا کرتا
روتا تو لہو بہتا جلتا تو دھوان ہوتا

ہی سدرہ وحشت زنجیر مری ورنہ
زندان مین نہوتا مین کیا جانے کہان ہوتا

نظارہ خوبان کی تو بھی ہوس جاتی
حلقہ مری آنکھون کا گر آئینہ دان ہوتا

تمکین سے ترے اے بت ظاہر ہی کہ تو ہی سے
کرتا نہ کبھی باتین گو تیرے دہان ہوتا

ہم خانہ خرابون کو جو رہنے کی جا ملتا
اسکے لیے جنت مین تعمیر مکان ہوتا

دیوان غالب

اب وہ زمین معدن یاقوت ہی جہان
توڑا تھا اُس صنم نے پیالہ شراب کا

یکتائی چاہتی ہی یہ حسن غیور کی
ہو گنجفے مین بھی نہ ورق آفتاب کا

کیا کیا یہان نہ شکلین بنین اور بگڑ گئین
ہستی بھی اک نمونہ ہی موج حباب کا

غافل اگرچہ پیش نظر کچھ نہین ولے
آنکھون مین پھر رہا ہی سمان شب کے خواب کا

زلفون سے اسنے کام لیا ہی نقاب کا
مین تیرہ بخت کیون نہون کشتہ حجاب کا

اُلٹا ہی کسنے چہرے سے گوشہ نقاب کا
جو آج اسطرف کو ہی مُنہ آفتاب کا

خیرات بانٹتی تھی جہان چشم دُرفشان
تھا دست موج بحر مین کاسہ حباب کا

پروانے کے حضور جلایا نہ شمع کو
بلبل کے آگے پھول نہ توڑا گلاب کا

ترک شراب بھی جو کرونگا تو محتسب
توڑونگا تیرے سر پہ پیالہ شراب کا

تیرے جلے ہوون کے اُگا خاک سے جو نخل
ہر اک ثمر مین اُسکے مزا تھا کباب کا

ظلمت نشین ہین ایک ہمین ورنہ صبحدم
گھر مین ہر ایک کے ہی گذر آفتاب کا

اے گل عرق فشان ہو مری خاک گور پر
ہی قبر پر ثواب چھڑکنا گلاب کا

جلنے مین شاد تر ہین جگر سوختگان عشق	آتش پہ رنگ سرخ ہو اگر کباب کا
کہتے ہین جسکو چرخ مکوکب نجوم دان	ہی کرم خوردہ اک ورق اپنی کتاب کا
قسمت پہ نارسا ہی جسے مین نے خط دیا	وہ مرغ نامہ بر ہوا طعمہ عقاب کا
کب کاملان فن ہون کسی سے مدد طلب	ڈھونڈھے نہ شہسوار سہارا رکاب کا
جانے دیا نہ اسکو فرشتون نے تا فلک	نالے کو میرے حکم ہی تیر شہاب کا
محشر مین پوچھتا ہی نہین جو کوئی ہمین	کیا نامہ گم ہوا ہی ہمارے حساب کا
خاموشی مین نہ ٹال سوال فقیر کو	بہتر ہی اس نہ دینے سے دینا جواب کا
وہ بادہ کش ہون گر ہون مرے ہاتھ بھی قلم	جیون شاخ گل چھٹے نہ پیالہ شراب کا
تھی رنگ عارضی سے تنفر زبس ہمین	باندھا نہ ہمنے شعر مین مضمون خضاب کا

اس خاکدان مین ہی مجھے غافل یہ آرزو
گر ہون غبار بھی تو در بوتراب کا

ہمین یہ شب پس دیوار اسکی خواب آیا	کھلی تب آنکھ کہ جب سر پہ آفتاب آیا
وہ تیرہ روز ہون جسکے سیاہ خانے مین	نہ آفتاب ہی آیا نہ ماہتاب آیا

رہا نہ خالی زمانہ کبھی حسینون سے
جو ماہتاب گیا یان سے آفتاب آیا

فراق مو کمر ان مین زبسکہ رویا ہون
کمر تلک مری سو بار سیل آب آیا

لگا لیا اُسے آنکھون سے اپنی خوش ہو کر
پری کے ہاتھ جو وہ حلقۂ رکاب آیا

نظر نہ ٹھہرے گی خورشید حسن پر اُسکے
وہ یہ سمجھ کے مرے آگے بے نقاب آیا

مین آپ جاؤنگا قاصد کی کل خبر لینے
اگر نہ آج بھی خط کا مرے جواب آیا

مگر یہ دید کے قابل نہین تھا بحر جہان
عدم سے بند کیے آنکھ جو حباب آیا

قصور ہمسے تو کچھ بھی نہین ہوا غافل
یہ کیا سبب ہے کہ وہ بر سر عتاب آیا

ہے زہر حق مین ترے دولت کا یہ ذخیرا
زر دار ہے تو اکثر مرتا ہے کھا کے ہیرا

وہ تشنہ لب ہون کہ مین صحرا کی سمت جاؤن
چشمے تو سوکھ جائین نایاب ہو مطیرا

کسکی صفاے تن کا کشتہ ہون جو زمین مین
ہر ریزہ استخوان کا چمکے ہے جیسے ہیرا

گر تون کو تھام رکھے کیونکر وہ دست رنگین
ممکن نہین کہ ہووے مرجان کا پنجہ سیرا

سیلاب اشک میرا طوفان کرے جو برپا
اک پل مین ڈوب جاے سیلان کا بھی جزیرا

[illegible]

آدم ہی کے خلعت ہین جنت مین گوہر گالے
ہے ایک اصل انکی مصری ہو یا کہ شیرا

حیرت کی جا ہے خط رخسار یار ہر وان
گاہاے یاسمین مین پیدا ہوا ہے زیرا

رخ سعد ن عرق ہے سبزے کو دو نہ رخصت
بوئین نکہت اسکا پیدا جہان ہے ہیرا

کیا غیر نے کہا وہ جو آپ نے نہ مانا
اک عرض میری اصلا ہوتی نہین پذیرا

مستون کے سر پہ سایہ کرتا نہ ابر رحمت
ناصح جو بادہ نوشی ہوتی گنہ کبیرا

ہم مفلسون کو ہرگز در چوپ کا نہین ہے
کیا یان پڑا ہے لپکا جسکو اٹھا کے گیرا

مژگان سے بھی گرے پر آنسو رہا ہو قرار
در نجف تھا آگے اور اب بنا یہ ہیرا

باشاعران ہمنشین غافل مرا چہ کار است
خوش کردہ ایم طرز اشعار مصحفی را

کس کی صفاے تن سے نادم ہوا ہے ہیرا
جو پردہ زمین مین جا کر چھپا ہے ہیرا

گلشن مین دیکھ تیرے دانتون کو اے گل تر
شبنم کی طرح پانی ہو کر بہا ہے ہیرا

یاد صفاے ناخن دشمن ہوئی ہے جی کی
ہاتھون سے تیرے مجکو کھانا پڑا ہے ہیرا

تپنے مین جب اتار لی ہے زمین ہمنے
خوش طالعی سے کنکر پتھر بنا ہے ہیرا

[illegible]

کیونکر قالین تہ نے سطح صحرا جنون — گل کھلاتے ہین مرے آبلۂ پا کیا کیا

اس خموشی پہ تو سو باتین سنا ہین اسنے — بولتا ہین تو وہ کیا جانیے کہتا کیا کیا

کیون نہ ماتم کدہ دہر مین حیرت برسے — خاک مین ملگئے ہین آئینہ سیما کیا کیا

دختر رز کی ذرا دیکھیو شوخی غافل — جلوہ کرتی ہی پس پردۂ مینا کیا کیا

پاے بوسی ہے یہ کس گل کی ہی مایوس حنا — ای صبا ملتی ہی جو بنت کف افسوس حنا

کیا ترے ہاتھ کا چوری لیا تھا بوسہ — ہی جو زنجیر خط دست مین محبوس حنا

پیش ازین ہوتے تھے یہ میرے لہو سے رنگین — اب تو ان دست نگارین کی ہی ملبوس حنا

آتشین رنگ سے اسکے یہی ڈر ہی مجکو — پھونک دیوے نہ کہین خانۂ ناموس حنا

دیکھکر کیون نہ انھین عرق بخون لالہ — تیرے پانون کی ہی رشک گل فردوس حنا

آتش رشک مین جل بجھکے ہوا خاکستر — پاے رنگین کی تری دیکھکے طاوس حنا

خبر مرگ مری سنتے ہی کی ہاتھون سے دور — تونے بندھوائی تھی کس ساعت منحوس حنا

دل خون گشتہ غافل کی رسائی کب ہو — جس پری کی نہ ہوئی ہو بہ قدمبوس حنا

نسبت عشق سے اسپر بھی مجھے شک آیا | ضعف سے زرد اگر چہرہ بیمار ہوا
فوج غم سے نہین آتی ہی اگر دل پہ شکست | کیون ہمارا علم آہ نگون سار ہوا

کتنی برگشتہ ہی تقدیر ہماری غافل
دل دیا جسکو وہی درپے آزار ہوا

بسکہ کی پاے جنون نے میری طاقت پیدا | غل سے زنجیر کے ہی شور قیامت پیدا
شرم عصیان سے عجب کیا ہی اگر بعد فنا | سرنگون ہوئے مرا سبزہ تربت پیدا
جان دی اور نہ احسان لیا یارون کا | مجھسا ہووے تو کوئی صاحب ہمت پیدا
نور سینے کا ترے وہ کوئی پاسکتا ہی | گل مہتاب کرے لاکھ صباحت پیدا
خنجر ناز سے گر ذبح کرے وہ قاتل | خوبرویون کو بھی ہو شوق شہادت پیدا
دود دل اپنا اگر یون ہی رہیگا چھایا | حشر تک ہوگی نہ صبح شب فرقت پیدا
مرتبہ دیکھکے مومن کا کرینگے کافر | کاش کرتے نہ ہمین روز قیامت پیدا
خط ہمارا یہ یقین ہی کہ جلا دیویگا | کہ تری وضع سے ہوتی ہی شرارت پیدا
عرق بصل سے ہم نامہ لکھینگے تجکو | آگ دکھلاتی ہی تا ہووے عبارت پیدا

بزم مین وا جو نقاب رخ جانان ہوگا
کوئی بیخود کوئی ششدر کوئی حیران ہوگا

بوے گل مجکو ستاتی ہو قفس مین یارب
بند کب رخنۂ دیوار گلستان ہوگا

دست فریاد ہر اک قبر سے ہوویگا بلند
گذر اُسکا جو سر گور غریبان ہوگا

داوگر قاضی و مفتی نہین دیتے تو نہ دین
خون ناحق کا مرے کوئی تو پرسان ہوگا

روز ہجران کو گھٹا دے جو شب وصل کی طرح
تجھسے کیا یہ بھی نہ اے گردش دوران ہوگا

چھپکے بیٹھے کا کہان ہمسے وہ خورشید لقا
دنکو تو ہوگا عیان شب کو جو پنہان ہوگا

جسپہ پڑجائیگا وحشت کا ہماری سایہ
وہ بھی آوارۂ صحرا و بیابان ہوگا

مین تو طول شب ہجران سے بتنگ آیا ہون
چاک کب صبح قیامت کا گریبان ہوگا

باغ مین جا کے کیا خاک کرین ہم بے
غنچہ او لیگا نہ گل ہی کوئی خندان ہوگا

رنج و ایذا ہی مین بہتر ہی جو گذرے اوقات
یاد آئیگا وہ جب عیش کا سامان ہوگا

مزرعۂ خشک تمنا جو نہو گا سیراب
اور کیا تجھسے بھلا اے دیدہ گریان ہوگا

شرر اشک جو آنکھون سے گرینگے اسپر
غیرت کا غذ آتش زدہ دامان ہوگا

ناخن دست جنون کی جو یہی ہی تیزی
چاک پھر سینہ بھی ہمراہ گریبان ہوگا

خط اور زیب عارض جانانہ ہو گیا	رونق چمن کی سبزۂ بیگانہ ہو گیا
جیون غنچہ کالبد مرا شوق شراب مین	گاہے سبو بنا گہے پیمانہ ہو گیا
اسکو بھی کیا نظارۂ عاشق کا رشک تھا	جو چشم مور روزن کاشانہ ہو گیا
آنسو جو پوچھے دست حنائی سے یار نے	یاقوت سو وہ اشک کا ہر دانہ ہو گیا
پھاڑے ہی کھاتا ہی ہمین درباغ آپکا	کیا آدمی سے وہ سگ دیوانہ ہو گیا
نکلا حصار حلقۂ گیسو سے پھر نہ وہ	ایک فوج صف کشیدہ جسے شانہ ہو گیا
بزم چمن مین رات کو آیا جو محتسب	رندون کے آگے سبزہ بیگانہ ہو گیا
ہی بیقرار شعلۂ آتش جو سنگ مین	کیا گل چراغ مرقد پروانہ ہو گیا
گلشن مین رات دیکھکے اُس شکل شمع کو	ہر ایک برگ گل پہ پروانہ ہو گیا
گذرا خیال جب سے زینت کا باغ مین	زلفون کا اُسکے پنجۂ گل شانہ ہو گیا
خجلت سے اس نماز ریا کی یہ روئے ہم	آنسو کا دانہ سبحہ کا ہر دانہ ہو گیا

راحت نصیب وہ ہون کہ غافل پس فنا
کنج مزار بھی مجھے تہ خانہ ہو گیا

ہین تیرے گریہ ناک جہان فرخ جان ہین
نبتا ہی ابروان کی زمین کے غبار کا

نکلے نہ جان سوختہ تن سے تو خوب ہی
اچھا ہی قید سنگ مین رہنا شرار کا

ہی رشتۂ حیات ہی سے جسم کی نمود
وابستہ ہی طلسم یہ سب ایک تار کا

آوازۂ دہل ہی انا الحق کا بولنا
منصور نٹ کا کھیل ہی چڑھنا یہ دار کا

سائل کب اہل زر سے ہو دست تہی ہوا
غنچے کے آگے ہاتھ نہ پھیلے چنار کا

ہم یاسمین زرد ہین باغ زمانہ مین
یکسان ہی رنگ اپنی خزان و بہار کا

سرمہ لگا کے یار چھپاتا ہی مجھ سے آنکھ
کشتہ ہون اس بہانۂ دنبالہ دار کا

کھایا بغیر صید نہ اس ترک نے طعام
ایسا مزا پڑا ہی کباب شکار کا

ہر کشتہ کو ملے نہ یہان رتبۂ شہید
ہر ایک انتخاب ہو روزگار کا

اب تک جو بدر کاب ہی یہ توسن فلک
شاید چڑھا ہوا ہی کسی کم سوار کا

کیونکر نہ عشق چشم مین غافل گھلا کرے
بیمار کا سا حال ہو بیمار دار کا

مہیا شبنم گل مین ہو آب وضو بلبل کا
جو باغ دہر مین حاصل کرے رتبہ ابو گل کا

سامنا کرنے لگا تیغ نگاہ یار کا	پارے آئینے نے بھی اتنا جگر پیدا کیا
ہمسے کچھ پروانہ تھا جب تک نہ بیتابی تھی	منھ چھپایا اُسنے جب نور نظر پیدا کیا
وائے قسمت کعبۂ مقصود تک پہونچے ہم	گم ہوئی طاقت اگر زاد سفر پیدا کیا
صندلی رنگت تری آخر بلائے جان ہوئی	دل لگایا تجھسے کیا اک درد سر پیدا کیا
جبین آتا ہی چمن بند قضا سے پوچھیے	کیون نہال آرزو کوئے ثمر پیدا کیا
آدمی ہی اک نمونہ قدرت اللہ کا	قطرۂ ناپاک سے ایسا گہر پیدا کیا
عاشقی کا لطف پیری مین نہین کیا فائدہ	سوز دل تونے جو ای شمع سحر پیدا کیا
میری کشت خشک پر ہی قطرہ افشانی کا قصد	حوصلہ تونے بھی یہ ای ابر تر پیدا کیا
تیکے بجلی میرا نالہ عاقبت مجھپر گرا	گر اثر پیدا کیا تو یہ اثر پیدا کیا

وصل کی شب موشگافی میری غافل دیکھنا
ڈھونڈھکر بالون مین وہ موئے کمر پیدا کیا

شب وصل لعل لب کا ترے کچھ بیان ہوا	جب برگ گل زبان ہوئی غنچہ دہان ہوا
افسانہ خلق مین مرا راز نہان ہوا	آنسو بہا جو منھ پہ عرق کا گمان ہوا

دُر دندان کی ترے دیکھے آب ۔ پانی پانی ہی چشمہ کوثر کا

صف مژگان پہ یون ہی غمزہ محیط ۔ جیسے پلٹن پہ حکم افسر کا

خط بڑھا اور بھی مُنڈا لے سے ۔ مٹ سکے کب لکھا مقدر کا

تیرہ بختون کا نامہ بر ہی وہی ۔ ہی سیہ رنگ جس کبوتر کا

کار فرمائی پہ جو آئے عشق ۔ کام شیشے سے لیوے پتھر کا

تاج شاہی ہی یہ کلاہ نمد ۔ بوریا تخت ہی سکندر کا

قد سے اُس گل کے کیا اسے نسبت ۔ کب ہی بوٹا سا قد صنوبر کا

ساق سیمین کی تب لکھون تعریف ۔ تار زر ہو جو تار مسطر کا

عہد مین چشم مست کے تیرے ۔ دور دو دن رہا نہ ساغر کا

کون تھا رات کو ترا ہمخواب ۔ پھول کھلا گیا جو بستر کا

کوچہ گردی نہین شعار مرا ۔ سگ بھی ہون مین تو ایک ہی در کا

خط شکایت کا جسمین باندھا تھا ۔ خون مین ڈوبا وہ پر کبوتر کا

تیغ ابرو کا کیا بیان کیجیے ۔ دم بھر کٹتا ہی اُسپہ خنجر کا

۲۱

غم ہجران نے مجھے مار رکھا آخر کار
ایک مدت سے یہ دشمن مری تدبیر مین تھا

رکھدیا مین نے گلا آپ ہی خنجر کے تلے
ورنہ جلاد کو تو شک مری تقصیر مین تھا

واہ رے شوق شہادت کہ دم آخر بھی
دھیان بسمل کا ترے برش شمشیر مین تھا

بات مین ہنسنے شرابی کی پایا وہ لطف
جیسا لکنت کا مزہ یار کی تقریر مین تھا

جستجو کس گل تر کی تھی مجھے ای غافل
مین جو آوارہ ہر اک گلشن کشمیر مین تھا

ہر عضو بدن ایک سے ہر ایک ترا خوب
سینے کی صفائی سے ہی چہرے کی صفا خوب

قاصد کے بدن پر الف زخم لگے ہین
خط کا مرے لکھا یہ جواب آپ نے کیا خوب

آگاہ نہین ہی کوئی احوال سے میرے
جو مجھپہ گزرتی ہی وہ جانے ہی خدا خوب

بن بن کے دہن حلقۂ گیسوے مسلسل
لوٹے ہی ترے بوسۂ عارض کا مزا خوب

ابتر ہوا جو شعر کہا زلف کا تیری
باندھا کوئی مضمون حنا کا تو بندھا خوب

مدفون کیا تیری ہی گلی مین مجھے آخر
پائی ترے عاشق نے پس مرگ بھی جا خوب

دو چار ہی شب ماہ تو رہتا ہی نہفتہ
مدت ہوئی دیکھا نہین وہ ماہ چھپا خوب

غل نہ کریان کون ہی فریاد رس ای عندلیب
گوش گل کے پردے پھٹ جائینگے بس ای عندلیب

کاروان گل سفر شاید چمن سے کر گیا
آج جو نالان ہی تو مثل جرس ای عندلیب

چل دکھا لاؤن کسیکا عارض رنگین تجھے
گل کی صورت کو گئی ہی تو ترس ای عندلیب

چھپے دل کھولکر دو دن تو کرلے باغ مین
عاقبت تو ہوگی اور کنج قفس ای عندلیب

نالۂ آتش فشان کی سیر سے ست تقلید کر
آشیانے مین ترے ہین خار و خس ای عندلیب

دزدی گل پر کمر باندھی ہی باد صبح نے
چاہیے گلشن مین اب کوئی عسس ای عندلیب

ایک گل بھی آجتک پہونچا نہ تیری داد کو
بہتر اس نالے سے ہی ضبط نفس ای عندلیب

ہم تو یان الجھے ہین دام الفت صیاد مین
لوٹ تو گل کے مزے ابکی برس ای عندلیب

راز دل تو ہمسے اپنا کسلیے کہتی نہین
گل سوا اب کون ہی یان پیش و پس ای عندلیب

یار ہو کنج چمن ہو بادہ ہو مہتاب ہو
تب کہین نکلے مرے دل کی ہوس ای عندلیب

چادر گل قبر پر اُسکی چڑھانا بعد مرگ
تجھسے رکھتا ہی یہ **غافل** ملتمس ای عندلیب

نالۂ محزون ہی کسکا ہم نوائے عندلیب
گوش دل سے گل جو سنتا ہی صدائے عندلیب

باغبان نے جونکالا اسکو بھی گلزار سے
سبزہ بیگانہ تھا کیا آشنائے عندلیب

حسن ذاتی کو ہی کیا درکار زیب عارضی
پنجۂ گل کب ہی محتاج حنائے عندلیب

افسر شاہی ہی غنچہ تختہ گل تخت ہی
سایۂ ہر برگ ہی بال ہمائے عندلیب

پیرہن مین پھر نہ وہ پھولے سمائے باغ مین
عطر گل ہوئے اگر زیب قبائے عندلیب

دیکھتی بعد خزان روئے حسینان چمن
کچھ وفا کرتی جو عمر بے بقائے عندلیب

ہم وہ منصف ہین کہ وصلی پر خط گلزار ہین
رات دن لکھتے رہے ہین ماجرائے عندلیب

وہ مریض عشق ہی ممکن نہین اسکی دوا
ہو زر گل بھی اگر صرف دوائے عندلیب

بلبل نالان کو بھی جانا تھا ہمراہ بہار
کاروان گل کو لازم تھا درائے عندلیب

جوش پر ہی اسقدر خون شہیدان چمن
ہوگیا گلرنگ دشت کربلائے عندلیب

غنچہ خاطر شگفتہ ہو تو اس تنگی پر بھی
خود قفس ہو جائے باغ دلکشائے عندلیب

ہم اگر تعلیم وہ ہوتے نہ ای غافل تو پھر
کون سنتا نالۂ رنگین ادائے عندلیب

گل ہی عارض تو قد یار درخت
کب ہوا ایسا بہار دار درخت

رشک سے اک نہال قد کے ترے
کٹ گئے جل گئے ہزار درخت

خواہش سنگ تھی جو مجنون کو
قبر پر بھی ہی میوہ دار درخت

لکی وحشت نے خاک اڑائی ہی
دشت مین ہین جو پر غبار درخت

دامن یار اس سے آ الجھا
ہوئے گلشن مین خار دار درخت

نالۂ [illegible] بلبلون سے
جل گئے [illegible] بہار درخت

[illegible] جو بالائے [illegible]
ہو حنا [illegible] درخت

دست رنگین کا اسکے کشتہ ہون
ہو حنا کا سر مزار درخت

جس جگہ دفن تھا یہ سوختہ جان
نہ اگا وان سے زینہار درخت

زینت خانۂ باغ کون ہی آج
سجدہ کرتے ہین بار دار درخت

برگ سے ملتے ہین جو کف افسوس
[illegible]

عالم شیب مین ہون یون غافل
باغ مین جیسے بے بہار درخت

آنے سے میرے گھر کے تمھین عار ہی عبث
اقرار جب کیا تو پھر انکار ہی عبث

ہر چاک زخم اب تو جگر تک پہونچ چکا
فکر رفوے سینۂ افگار ہی عبث

آتے نہین کسیکی عیادت کو خوبرو
ہی دل تو اس امید پہ بیمار ہی عبث

دشمن کے کام کرنے لگا اب تو دوست بھی
تو ای رقیب درپۂ آزار ہی عبث

چھو جانے دے نہ زلف سے بھی جو عذار کو
اس سے امید بوسۂ رخسار ہی عبث

گلبن سے کم نہین ہی یہ رنگین قفس ترا
ای عندلیب خواہش گلزار ہی عبث

لے یار ہو رہا ہی سیہ اندنون جہان
دزدون کو آرزوے شب تار ہی عبث

کیا جانے چھپکے بیٹھ رہا کسکے گھر وہ شوخ
غافل خراب کوچہ و بازار ہی عبث

یاد آئے ہین یہ کسکے بھولے رخسار سرخ
روتے روتے ہو گئی جو چشم دریا بار سرخ

عارضی ہی مجھ مریض عشق کا رنگ نشاط
تپ کی شدت سے ہو جیسے چہرۂ بیمار سرخ

چاک اسی غم سے گریبان کیا ہی مین نے
کون کھولیگا ترے بند قبا میرے بعد

اب تو ہنس ہنس کے لگاتا ہی وہ منہدی لیکن
خون رُلائیگا اُسے رنگ حنا میرے بعد

مین تو گلزار سے دلتنگ چلا غنچہ روش
مجا عجب کیا پھر جو کوئی پھول کھلا میرے بعد

وہ ہوا خواہ چمن ہون کہ چمن مین ہر صبح
پہلے مین آتا ہون اور باد صبا میرے بعد

سُنکے مرنے کی خبر یار مرے گھر آیا
یعنی مقبول ہوئی میری دعا میرے بعد

ذبح کر کے مجھے نادم یہ ہوا وہ قاتل
ہاتھ مین پھر کبھی خنجر نہ لیا میرے بعد

میری ہی زمزمہ سنجی سے چمن تھا آباد
کیا صیاد نے اک اک کو رہا میرے بعد

آگیا پیچ مین اُس زلف کے اک مین نادان
نہوا کوئی گرفتار بلا میرے بعد

قتل تو کرتے ہو پر خوب ہی پچھتاؤگے
مجھسا ملنے کا نہین اہل وفا میرے بعد

برگ گل لائی صبا قبر پہ میرے نہ نسیم
پھر گئی ایسی زمانے کی ہوا میرے بعد

گر پڑے آنکھ سے اُسکے بھی یکا یک آنسو
ذکر محفل مین جو کچھ میرا ہوا میرے بعد

تہ شمشیر ہی سوچا ہے مقتل مین مجھے
دیکھیے اب کسے لاتی ہے قضا میرے بعد

شرط یاری یہی ہوتی ہے کہ تو نے غافل
بھول کر بھی نہ مجھے یاد کیا میرے بعد

ذ گریبان ہی مین حالت ہی نہ دامن مین تار | ای جنون چھوڑا نہ تو نے ایک پیرہن مین تار

بیضۂ بلبل ابھی بہتے پھرین مثل حباب | ہم اگر روئے لگا اپنے باندھین گلشن مین تار

کیونکہ جاوے گلشن رخسار تک مرغ نظر | حلقہ حلقہ دام کے مانند ہین چلمن مین تار

عشق بت مین ہم اگئے زنار سمجھے ہی جنون | پیچ سہے گر جیب کے دو چار بھی گردن مین تار

بنگیا وہ نافۂ مشکین پریشانہ کسی | اس پری نے رکھدیے زلفون کے جس روزن مین تار

بے سبب دل سے صدا آہ ہوتی ہی بلند | خود بخود رہتا ہی ساز چشم کا شیون مین تار

دیکھکر زخمون کو میرے خون روئی اسقدر | بنگیا رشک رگ گل دیدۂ سوزن مین تار

گریہی چالاکی دست جنون ہی بعد مرگ | تو کفن کا ایک نہ ہنے کا نہین مدفن مین تار

کیا کہون مین کاٹ شمشیر نگاہ یار کا
صاف ای غافل گندھا ہی جون صابن مین تار

خط مشکین یہ نہین ہی عارض دلدار پر | رنگیا ہی جلکے سبزہ آتش رخسار پر

حملہ یون کرتی ہی غفلت مردم ہشیار پر | جسطرح ہوئی ہجوم خواب شب بیدار پر

مرگیا ہون ایک گل کی سرخی رخسار پر | غسل میت مجکو دینا تختۂ گلزار پر

خال عنبر فام ہی پشت لب دلدار پر — مہر کی ہو یا کہ یہ دُرج درشہوار پر

کیون ہوون کو تانتے ہو کوئی تکرار پر — کیا رہا قصے مین نوبت آئی جب تلوار پر

وارئیے گل کو اگر تیرے گل رخسار پر — کیجیے نرگس کو صدقے نرگس بیمار پر

مائل حسن نکو ہون لیکہ باغ دہر مین — گل کے اوپر جا پڑے گر ہاتھ ڈالون خار پر

برق ہی نالان نہ تھی اک تم فرہاد مین — ابر بھی اُٹھ اُٹھ آنسو روگیا کہسار پر

یاد آیا میکہ جب کچھ طاقت پرواز تھی — چہچہے کرتے تھے ہم بھی باغ کی دیوار پر

ایک بھی دیکھا نہ ہمنے مہر و مہ کا مشتری — گرتے ہین گاہک ہزارون جنس حسن یار پر

میرے خون گرم مین تاثیر ہو تیزاب کی — چھالے پڑ جائینگے لاکھون یار کی تلوار پر

صورت فرہاد پھر جاتی ہو آنکھون کے تلے — چشمۂ شیرین نظر آتا ہو جب کہسار پر

ایک قطرہ گر عرق کا اُسکے چہرے سے گرا — لاکھون پانی کے گھڑے پڑ جائینگے گلزار پر

آمد آمد سنکے تیری او مسیحا بے زبان — رنگ رفتہ آگیا پھر چہرۂ بیمار پر

خامۂ نقاش مین ہوتا جو رنگ تجاد — کھینچتا تصویر بلبل باغ کی دیوار پر

دردمند عشق کے بالین سے ہٹ اے جوشش — بات چلا کر نہین کرتے سر بیمار پر

مرد صحرائی کو بھی شہر خوش آتا ہی نہین
نہ رہے گھر مین پلا ہو جو کبوتر باہر

قدم اُٹھتا نہین جو اے دل دیوانہ ترا
کس پہ پیرونے یہ غرفے سے کیا سر باہر

جو تونگر ہو اُسے قید مکان لازم ہے
مرد درویش ہین ہی ایک ہمین گھر باہر

موج زن ایسا ہی دریاے محبت غافل
جسکے گرداب سے نکلے نہ شناور باہر

پڑا ہی عکس کس سیمین بدن کا صحن گلشن پر
بہار برگ داودی نظر آتی ہی سوسن پر

عبث بیٹھی ہی بلبل بھول کر شاخ نشیمن پر
گریبان گل نے پھاڑا ہی میری زیر دامن پر

کسا زین آج کس ترک شکار افگن نے توسن پر
گریبان کو ہی حلم حلقۂ فتراک گردن پر

ترے جانے سے یہ صدمہ ہوا گلہاے گلشن پر
گلے رکھ رکھ دیے غنچون نے تیغ برگ سوسن پر

یہ کسکے سبزۂ خط نے جلا کر مجکو مارا تھا
جو سبزہ جل رہا ہی مثل شمع سنبل مدفن پر

نہ پوچھو کچھ ہمارے مزرعۂ الفت کے حاصل کی
بچے گر برق سے تو قبضہ حاکم ہی خرمن پر

خدا کیواسطے قاتل نہ دھو خون شہیدان کو
بھلی لگتی ہی سرخی تیری تیغ آہن پر

خلش مژگان کی یاد آتی ہی کیا ٹانکے لگانے مین
جو خون زخم کا قطرہ ہی پر نقصان ہو کی سوزن پر

جسے پاتا ہوں خالی گوہر اشک ندامت سے
صدف کیطرح میں ہنستا ہوں اسکے جیب و دامن پر

تری کاکل میں شانہ دیکھکر ڈرتا ہی جی میرا
کہیں اڑکر نہ ڈس جائے کہ کھتی ہی ناگ گردن پر

عداوت کا سبب کیا ہی رقیب روسیہ مجھسے
جو تو مرتا ہی ابرو پہ تو ہم مرتے ہیں چتون پر

پڑا ہی تیری سفاکی کا جب سے شور عالم میں
دعاے حفظ جان ستم نے کھدوائی ہی جوشن پر

مبارک ہو فرش قاقم و سنجاب منعم کو
گدا اسرما میں گر رہتے ہیں خاک گرم گلخن پر

نرہ امین جو تو کھاتا ہی مال مفت دنیا میں
نظر رکھتے ہیں مرغ دانہ چین سنگ فلاخن پر

صفاے قلب سے آئینہ خورشید ہیں ہم تو
غبار آیا کسی سے کب ہماری طبع روشن پر

اسیر ناتوان ہون کر نہ فکر قتل اے قاتل
خراش طوق ہی کرتا ہی کار تیغ گردن پر

وبس ہی انتظار اس گل کے آنیکا اسیری میں
گل نرگس کا عالم ہی مرے زندان کے روزن پر

دہان یار سا گم ہی ہمارا زخم پنہانی
رفو کرنیکی اسکے تہمت بیجا ہی سوزن پر

حقیقت بین کو کچھ مطلب نہیں حسن مجازی سے
گلی تصویر کا چہرہ ہوا گو رنگ و روغن پر

پسینا یون سیہ چردون کے منہ پر زیب دیتا ہی
کہ جیسے خوشنما لگتا ہی کار کوفت آہن پر

وہان تخم محبت ہمنے بویا ہی جہان غافل
گرے دہقان پہ بجلی اور پڑے آگ خرمن پر

۳۱

وہ مسیحا دم نہ بیٹھیگا جو پہلو کے قریب
کسطرح ہو ویگا یہ درد دل رنجور دور

بام پر وہ مہر طلعت شب کو گر آیا تھا
ہو گیا اے ماہ کیون چہرے سے تیرے نور دور

ٹھیس پتھر کی نہ لگجائے کہیں اس لعل کو
اپنے لب سے اک ذرا رکھ ساغر بلور دور

لطف تب ہو مرد یہ ستی کا ہو باغ خلد مین
پاس بیٹھے جبکہ غلمان اور کھڑی ہو حور دور

یہ بھی ہی قدرت خدا کی اے بتان خوش ادا
پھر ترے پاس بیٹھین اور پھرین ہم دور دور

کیونکہ یاران عدم نے تہ کا معلوم حال
جا بسے ہمسے ہزارون کوس وہ مغفور دور

طالب دیدار ہون مین بھی تو موسی کی طرح
مجھسے ناحق بھاگتی پھرتی ہے برق طور دور

یارب اتنی تو دعا میکشان ہووے قبول
سر سے ستون کے نہووے سایہ انگور دور

ہین تصور مین قرین غافل حسینان دکن
گرچہ ہمسے ہی بہت وہ کشور معمور دور

تنہا نہ دست غم سے گریبان ہی تار تار
پیرزے جو آستین ہی تو دامان ہی تار تار

اے رشک مہر جامہ زرتار کا ترے
مثل خط شعاع درخشان ہی تار تار

رگ رگ مین شور نالہ یہان ہی بھرا ہوا
ساز بدن کا مائل افغان ہی تار تار

جس گھڑی فوج خزاں گلشن مین صف آرا ہوئی — کام آئے سب سے پہلے مرد میدان بہار

پارۂ الماس ہے پروانو نکو ہر اشک شمع — برق جان بلبلان ہے روے خندان بہار

آئے گلشن مین جو میرا یوسف گل پیرہن — ہووے بازار چمن مین تختہ دکان بہار

کونسا دل ہے نہین ہے جسمین رنگ آرزو — طالب گل ہے کوئی اور کوئی خواہان بہار

دیدۂ خونبار گر تعلیم گریہ دے اسے — شبنم گل سے ابھی پیدا ہو طوفان بہار

آب رنگ گل ہمارے گریۂ خونین سے ہے — دیدۂ پر خون ہے اپنا سیر سامان بہار

باغ عالم کو کبھی اک رنگ پر پایا نہین — آج ہے اسمین خزان تو کل ہے دوران بہار

ترک جان سے اسقدر حاصل ہوئی انکو خوشی — ہنس رہے ہین مثل گل زخم شہیدان بہار

موسم گل ہے چمن سے مست نکلا باغبان — اندنون جوبن پہ آئے ہین جوانان بہار

جان بلبل لے اگر دی بھی تو زیر نخل گل — کسقدر تھا اس ستمدیدہ کو ارمان بہار

فصل گل آنے تو دے اگلی چمن مین ہے صبا — دست گستاخ اپنا ہوگا اور گریبان بہار

گر غبار خط سے نکلے عارض رنگین ترا — خاک مین ملجاے ساری شوکت و شان بہار

کونسا گل اس چمن مین ہے کہ جو بلبل نہین — شاکی جور خزان ممنون احسان بہار

ہر موج بحر دامن ساحل مین چھپ گئی
کھینچا ہی کسنے یہ تجھے آغوش یم مین

اُچنت کی دیکھ دیکھ تری آستین پہ خط
باہون کے پڑ گئے ہین تن نازنین پہ خط

ناقل ہو جو جہان مین سلیمان ملک فقر
وہ کھینچتا ہی نسخ کا تاج و نگین پہ خط

موج سرشک ہو جو نہ زنجیر پاے شمع
مجلس مین میری قبر پہ رونے کو آئے شمع

اس حسن عارضی کو ذرا بھی نہین فروغ
کب روشنی ہو گر کوئی ونکو جلائے شمع

عاشق کے گر اثر نہو سوز و گداز مین
پروانہ جل مرے تو نہ آنسو بہائے شمع

اللہ رے میرے کلبۂ احزان کی تیرگی
سائے کا حکم رکھتی ہی جسمین ضیاے شمع

خندان کبھی ہو اور کبھی گریان [illegible]
کھلتا نہین کسی پہ یہان ماجراے شمع

تو وہ ہی جسپہ مرتے ہین حور و ملک سبھی
دیکھا نہ جز پتنگ کوئی مبتلاے شمع

غم مین اگر پتنگ کے ہی چاک جیب صبح
شام سیاہ پوش ہی بہر عزاے شمع

ہر پھیر کے صدقے اُسکے نہ کیون ہو تو اے پتنگ
دیکھا نہین ہی آنکھ سے تو نے سواے شمع

پروانہ مجھسے کہنے لگا اُسکو دیکھکر
آ آپ مین نثار ہون تو ہو فداے شمع

آتش رخسار جانان شعلہ ور جیسے ہوئی
زلف شبگون مین بنا ہر ایک خار شانہ شمع

کچھ سرزنیت نہین ورنہ پر پروانہ کو
اپنی زلف دود پیچان کا بناتی شانہ شمع

جلکے مرجائیگا پروانہ اگر آتش کیے بیچ
کون اٹھائیگا ترے پھر ناز معشوقانہ شمع

حال عاشق کی خبر ہوتی نہین معشوق کو
محرم راز اپنا پروانہ ہی اور بیگانہ شمع

روشنی اک شب تو کرتے مرقد مجنون پہ بھی
گر بجھا دیتی نہ باد صرصر ویرانہ شمع

دستگیری کر کسی پروانہ افتادہ کی
حق تعالے نے دیے ہین تجکو دست و شانہ شمع

پہلے تو جلتی ہی پروانے سے ہر اک بزم مین
صبحکو بجھاتی ہی یہ تیری ہمت مردانہ شمع

خامشی مین کب کٹے گی یہ شب طول و دراز
اپنا کچھ قصہ کہے میرا سنے افسانہ شمع

اٹھ گئے محفل سے سب حیران ہی یہ اتنک کھڑی
کسکی صورت دیکھکر بھولے سے راہ خانہ شمع

جیسے مین مرتا ہون وہ بھی مجھپہ رہتا ہی فدا
ہی عجب پھرتی ہی یان گرد سر پروانہ شمع

تو وہ ہی اٹھ کے اگر محفل سے گھر جانے لگے
ہاتھ دامن کیطرف دوڑا کے گستاخانہ شمع

ہی وہ پائے لنگ سے معذور ورنہ بزم سے
چند گام آتی اُسے لینے کو مشتاقانہ شمع

روشنی کیا چاہیے ہم تیرہ روزونکو تنگ | واسطے تیرے جلاتے ہین شبستان مین چراغ

سینہ و ساعد کی ترے اللہ اللہ ری ضیا | آستین مین شمع روشن ہے گریبان مین چراغ

کار روغن لے رہا ہے گریۂ بلبل سے عشق | کیون نہ سمجھو کون کہ ہین روشن گلستان مین چراغ

کیا مداوا وہ کرے سوز دل پروانہ کا | اسقدر رکھتا نہین ہے دخل درمان مین چراغ

غم مین پروانے کے رویا شب ہماری قبر پر | دیکھ انگشت تاسف اُسکے دندان مین چراغ

گور سے بھی تیرگی از بسکہ تھی ہمکو فزون | ہم نے گھبرا کر جلائے روز ہجران مین چراغ

گور ہو کوئی تو ہم مجبور ہین ورنہ یہان | معنی روشن سے ہے ہر بیت دیوان مین چراغ

سوز کم ہوتا نہین میرے تن محرور کا | تا گیا کافور ملیے جسم سوزان مین چراغ

حال پر یہ ہم اسیرون کے شب اُسکا دل جلا | صبح تک دھنتا رہا سر اپنا زندان مین چراغ

ٹھنڈی سانسون سے ہماری محفل معشوق مین | ہر سے پروانہ نہان رکھتا ہے دامان مین چراغ

گرم رفتاری جو کی ناقے نے تشکو ہے چہ مین | بنگیا ہر نقش پا اُسکا بیابان مین چراغ

روے روشن کا ترے مجکو رہتا گر خیال | ہاتھ آتا کب مرے شام غریبان مین چراغ

جیتے جی غافل فروغ جاہ ہے بعد از فنا | جلتے دیکھا ایک منعم کے نہ ایوان مین چراغ

کیا صداے نغمہ نکلی جلنے مین پروانے کے
وجد مین آکر ہلانے جو لگا گردن چراغ

عکس افگن ہو دریا مین اگر وہ شعلہ رو
سوچ تو بتی بنے گرداب جاوے بن چراغ

داغ دل ہے دل کے خاطر باعث حفظ بلا
خانۂ جن ہے نہو جس قصر مین روشن چراغ

گلستان دہر مین تجسا نہ نکلے ایک گل
چار سو ڈھونڈھے جو لیکر لالۂ گلشن چراغ

خوش نصیبی پر مجھے اسکی آتا ہے کیونکہ رشک
بعد مردن ہوے جس پروانے کا مسکن چراغ

شاعر ایسا ایک محفل مین پاتا ہے فروغ
آجتک جلتے کہین دیکھا نہ بے روغن چراغ

کیا کسی جان سوختہ کی قبر سے گزرا ہے تو
بن رہا ہے جو ہر اک نعل سم توسن چراغ

سوز دل سینے مین چھپتا ہے چھپانے کوئی
کیا پر پروانہ رکھیگا تہ دامن چراغ

خفتہ و مردہ برابر ہین یہ کہتے ہین مثل
کسلیے اپنا بجھائین ہم دم خفتن چراغ

حسن بے مدعی پرلطف ہوتا نہین
کب ہو بزم دہر مین محتاج پیراہن چراغ

چاہیے سامان شب کیا اسکو جس بن کا ہے
ہاتھ تکیہ خاک بستر شعلۂ گلخن چراغ

تیرہ بختی پہ ترحم اسکی کر اے شمع حسن
عرس کی شب بھی نہو جسکے سر مدفن چراغ

آہ و نالے سے مرے اٹھیں گی کالی آندھیان
اپنے گھر مین ذنکو لوگون نے کیا روشن چراغ

۳۷ دیوان غافل

اپنے رونے کی تو غافل کچھ بھی ہی خبر تجکو
خون مین تر تو دامن سے ہوگیا گریبان تک

چشم خونبار سا برسے نہ کبھو پانی ایک
ابر ہر چند کرے اپنا لہو پانی ایک

شست و شوئے نامۂ اعمال کی جس سے ہوئے
برس ای ابر کرم مجھپہ وہ تو پانی ایک

لاکھ پانی سے مین دھویا نہ چھٹا خم کا خون
کام آیا نہ مرے وقت رفو پانی ایک

آج تک اشک مری آنکھ سے گرتے ہین سفید
ظرف مین اپنے یہ رکھتا ہی سبو پانی ایک

تا کمر ابر مژہ اپنا تو برسا سو بار
نہوا موج زنان تا بگلو پانی ایک

ہم تری چال سے دل کیونکہ نہ ہارین ای چرخ
بازی دشوار ہے تجھسے تو عدو پانی ایک

بازی مرغ مین بھی ہار رہی غافل کی
تجھے جتیا نہ وہ ای عربدہ جو پانی ایک

کیونکر یہ تف اشک سے مژگان مین لگی آگ
شبنم سے کہین بھی ہی نیستان مین لگی آگ

نہ اس سے دھوان نکلے ہے نہ شعلہ اٹھے ہے
یہ طرفہ ہمارے دل نالان مین لگی آگ

آتش جو ہمارے تن پر داغ کی بھڑکی
دامن سے بجھائی تو گریبان مین لگی آگ

کوئی فسانہ خوش آئے نہ تجکو اے غافل
جو گوش دل سے سُنے تو ذرا ہمارا حال

قفس بلبل کا سوئے گلستان لانے سے کیا حاصل
وہ اگلے پیچھے پھر یاد دلوانے سے کیا حاصل

نہین کچھ دیدۂ عاشق تیرے بہار گلشن کی آنکھین
جو تمنے آئینہ دیکھا تو شرمانے سے کیا حاصل

نفس کی آمد و شد ہے نہ جنبش نبض باقی
ترے بیمار کو آئینہ دکھلانے سے کیا حاصل

در زندان ملک آنے کی بھی طاقت نہین تن مین
ہمارے پاون کی زنجیر کھلوانے سے کیا حاصل

جلایا نہ کسی نے نہ کسی گل پر تو عاشق ہے
تجھے اے لالہ میری طرح گل کھانے سے کیا حاصل

ترا بیمار وقت نزع یہ رو رو کے کہتا ہے
جہان سے اُٹھ گئے جب ہم تو پھر آنے سے کیا حاصل

سنوارے زلف کو مشاطہ اور تو خوار کوئی
صبا کو طرۂ سنبل کے سلجھانے سے کیا حاصل

منا باغ تماشا چہرۂ نمکین خوبان ہے
مجھے پھر تماشا باغ مین جانے سے کیا حاصل

قیامت کو تو اے غافل عیان ہو ویگا تو صبح
شب ہجران کی تاریکی مین گھبرانے سے کیا حاصل

تری صفا سے پا کو نہ پہونچیگا روئے گل
کرتے ہین گلفروش عبث شست و شوئے گل

کبک کے مانند جو طوق گلو ہے خار دار
کس پری پیکر کے ہین دیوانہ رفتار ہم

ابروے قاتل یہ کرتی ہے اشارہ دور سے
تیر کی زد پر لگاتے ہین تجھے تلوار ہم

کافری سے اپنی کیونکر آئے بو تقلید کی
ساتھ لائے ہین رگ گل کی طرح زنار ہم

گرچہ برپا کی قیامت یار کی رفتار نے
خواب مخمل کی طرح سے کب ہوئے بیدار ہم

گاہ تو بالاے سر ہین اور گاہی زیر پا
کارگاہ دہر مین ہین بست کی دستار ہم

دانت پیسا ہی کریگی آسیاے آسمان
آبلون کی طرح ہو جاینگے زرق خار ہم

مرغ گلشن تو نہین جو شاکی صیاد ہون
جلتے ہین آتش مین اپنی شکل بو تقار ہم

حرف بیجا کسطرح یان ہو سکے صورت پذیر
صاف دل ہین مثل قرطاس غلط بردار ہم

کوندے بجلی کی جب اپنی چھپک جاتی ہو آنکھ
کیا سمجھکر اس سے ہوئین طالب دیدار ہم

جنس ہرزہ کی طرح سے گھر کے گھر ہی رہ گئے
دیکھنے پائے نہ ہرگز صورت بازار ہم

باغبان سے ملتجی ہو کون گل کے واسطے
گل سے بھی رکھتے ہین بہتر غنچۂ منقار ہم

ماہ یکہفتہ کریگا تجسے جب دعوی حسن
اسکو دکھلاینگے تیرے کفش زرین تار ہم

باغ کے لائق نہ قابل خانۂ صیاد کے
طائر رنگ حنا کیطرح ہین بیکار ہم

موت آئیگی جو یاد چشم مست یار مین	دفن ہونگے میان خانۂ خمار ہم
ہمسے ناحق بدگمان ہوتا ہی بلبل باغ مین	آئے ہین گل کو دکھانے سینۂ افگار ہم
آنکھ کی تپلی بناتے عکس چشم یار کو	مثل آئینہ جو ہوتے طالب دیدار ہم
ناتوانی مانع پرواز ہوسکتی ہی کب	اُڑگئے مانند رنگ چہرۂ بیمار ہم
کاٹ ڈالینگے گلے کو اپنے تیغ رشک سے	خون سے آلودہ جو دیکھینگے تری تلوار ہم
روز محشر جب ملے اُس سے تو مجنون نے کہا	چونک اُٹھے سنکر تری زنجیر کی جھنکار ہم
نامہ بر سے کب بیان ہوگا زبانی سوز دل	خط مین لکھ بھیجینگے اُسکو سو دو اشعار ہم
غیر کے طنز و کنایہ کب اُٹھا سکتے ہین	لڑ مرینگے ایک دن ہین مرد غیرتدار ہم

از دل بے صبر ای غافل نہ تنہاست کیم
میکند رسوا مرا این دیدۂ خونبار ہم

وحشت دل سے جو گھبراتے ہین ہم	کو سون صحرا کو چلے جاتے ہین ہم
بن سے مجنون بنکے جب آتے ہین ہم	کوچۂ لیلی مین تب جاتے ہین ہم
مثل بوے گل جو تنگ آتے ہین ہم	پھاڑ کر کپڑے نکل جاتے ہین ہم

قطرۂ اشک شمع کے مانند — سالکِ منزلِ فنا ہین ہم
آکے دنیا مین یہ ہوا ثابت — واردِ کاروان سرا ہین ہم
امر وزن یہ کچھ نہین موقوف — اچھی صورت کے آشنا ہین ہم

خوف محشر ہی کیا ہمین غافل
پیرو آل مصطفےٰ ہین ہم

ہو گی شب فراق نہ شورِ شغب سے کم — یہ رات تو نہین ہی قیامت کی شب سے کم
مانند خامہ کیون نہ چلین سر کے بل وہان — کوچہ نہین ہی یار کا جائے ادب سے کم
بوسے کے نام سے بھی جو نفرت ہی یار کو — اپنے ہی لب کو ملنے وہ دیتا ہی لب سے کم
اُس سے نگاہ لطف کی امید کیا کہین — عاشق کو گھورتا ہو جو چشم غضب سے کم
کشتہ اُسی کو جانیو تیغ نگاہ کا — زخمی جو ہوئے تیرے شہید وفا ہین کب سے کم
جلبے کہ آگئی ہی چمن حسن مین خزان — آئینہ دیکھتا ہی وہ گلچہرہ تب سے کم
دنیا مین مجکو شادی و غم ایک سا رہا — سمجھا نہ بزم غم کو بھی بزم طرب سے کم
ہم معتقد ہوئے تب اثر عشق کے غُ[illegible] — ہمسے زیادہ انس کرے اور سب سے کم

چلا رہا ہی فلک یکسان کیون مجکو — چراغ گور نہ شمع سرمزار ہون مین

نہ کوہکن سے ہی نسبت مجھے نہ مجنون سے — فنون عشق مین یکتائے روزگار ہون مین

اگرچہ شمع نمط لاکھ بار سر کٹ جاے — قدم ہٹیگا نہ میرا وہ سرگذار ہون مین

غرور حسن سے لیلی کو یہ نہ دھیان آیا — پیادہ قیس ہی اور ناقہ پہ سوار ہون مین

نگاہ لطف جو کرتے نہین بتان نکرین — خدا کے فضل و کرم کا امیدوار ہون مین

نہین سپیدی کہین جسکی فرد عصیان مین — گناہگارون مین ایسا سیاہ کار ہون مین

زلبسکہ مین نے اٹھائی ہی لذت بیداد — لگائے اور کوئی بھی تیر تو شکار ہون مین

قضا بھی پھر گئی سو بار ڈھونڈھ کر مجکو — فراق یار مین یہ ناتوان وزار ہون مین

شگفتہ رہنے دے اکدم تو مجکو باد خزان — کہ اس چمن مین گل آخر بہار ہوتا ہون مین

شب فراق مین مجکو نہ زندہ رہنا تھا — دکھاؤن صبح کو کیا منہ کہ شرمسار ہون مین

مثال آئنہ بیجا نہین یہ حیرانی — کوئی تو سامنے میرے ہی جو دوچار ہون مین

وہ کوہ ہون جو گرے شیشہ مین ال پرے — جلے نہ جس سے پرکاہ وہ شرار ہون مین

جنون کی فصل ہی مرضی ہی پہ گریبان کی — بغیر ہاتھ لگائے ہی تار تار ہون مین

شوق نظارہ قاتل جو پس از ذبح تھا
کیون کھلی رہ گئیں میری نہ بہ خنجر آنکھیں

کشتۂ چشم ترا جان کے آہوے ختن
سنگ تربت سے مرے ملتے ہین اکثر آنکھیں

دیکھکر چشم خماری کی تری سرخی کو
شرم کے مارے چراتے ہین کبوتر آنکھیں

کہین لیلی کے تو آنے کی خبر آج نہ ہو
آہوے نجد بچھاتے ہین زمین پر آنکھیں

دوستان کو جو مین یاد کرون اے ساقی
وہین بھر آئین مری صورت ساغر آنکھیں

شیفتہ صورت خوبان پہ نہوتا ہرگز
صانع خلق بناتا نہ مری گر آنکھیں

دید گلزار جہان اور بھی کرلے غافل
بند ہو جائینگی اک روز مقرر آنکھیں

کون کہتا ہے کہ ہم عشق نہان رکھتے ہین
اشک رخسارون پہ ہم شوق نشان رکھتے ہین

تیغ ابرو پہ گھمنڈ اتنا بتان رکھتے ہین
نہ تو تلوار نہ خنجر نہ سنان رکھتے ہین

دیکھ لے لالہ و طاؤس بھی چھپ جانکے
یہ ہمین ہین جو ترے داغ نہان رکھتے ہین

اثر سوز جدائی سے وہ جل جاتے ہین
یار تربت پہ مری پھول جہان رکھتے ہین

کلفت دل ہی جاتا ہو پس مرگ دبا
میری چھاتی پہ یہ کیون سنگ گران رکھتے ہین

بات بھی لب تلک آئی نہیں [illegible]
کتنے خوبان جہان تنگ دہان رکھتے ہین
جس سے باتون مین لگا رکھتے ہین
ہم بھی غافل وہ زبان [illegible] رکھتے ہین

کو ہوے عاشق و معشوق قابل کیا — آنکہ تصویر سے تصویر ملانے کی نہین

تری پازیب کی جہنکار یہی کہتی ہو — بخت خوابیدہ عشاق جگانے کی نہین

چینی رنگ اک شوخ کے ہم عاشق ہین — زردی چہرہ کبہی چہرے سے جانے کی نہین

گر ترے عشق مین بدنام ہوا ہون تو مجہے — حور جنت بہی کبہی پاس بٹہانے کی نہین

اپنے مجنون کی ذرا دیکہہ تو بے پروائی — پیرہن چاک ہوا اور فکر سلانے کی نہین

وقت رخصت یہی مجنون نے کہا لیلی سے — پہر جو آئیگی تو جیتا مجھے پانے کی نہین

بزم خوبان مین مناسب نہین نالہ کرنا — چپ ہو اے دل کہ یہ جا شور مچانے کی نہین

روز و شب اسکی اطاعت ہی مین رہنا غافل

یار بگڑیگا تو کچہ بات بن آنے کی نہین

بسمل تیغ خون چکان ہون مین — یعنی ایک دم کا میہمان ہون مین

مجہ مین اور یار مین ہو اتنا فرق — بے دہن وہ ہو بے زبان ہون مین

مثل تصویر لیلی و مجنون — یار بہی ساتہ ہو جہان ہون مین

ساتہ والون نے ساتہ چہوڑ دیا — کسقدر تنگ کاروان ہون مین

کہہ بھیجوا ہی باد صبا شاید خُم سے
تیرے لیے روتا ہی کوئی نجد کے بن مین

آتا ہی جو وہان آس قد موزون کا تصور
لگ لگ کے گلے سرو کے روتا ہون چمن مین

سر کوئی اُٹھاتا نہین آگے مرے غافل
بیٹھا ہی عمل جبسے مرا ملک سخن مین

کسطرح نالہ کرے بلبل چمن کی یاد مین
گھس گئی اُسکی زبان تو شکوۂ صیاد مین

داد خواہون کی اگر پرسش ہی روز جزا
سب سے پہلے آئینگے ہم عرصۂ فریاد مین

کیا لپٹ جاوین ترا قامت سمجھکر اُسکو ہم
یہ نزاکت یہ صباحت ہو کہان شمشاد مین

کام معشوقون سے بھی عاشق کے لیتا ہی عشق
کیون نہ شیرین جان دے اپنی غم فرہاد مین

دامن آلاہی نسیم گلشن جنت نہ کھینچ
لگ گیا ہی جی ہمارا اس خراب آباد مین

حشر تک بھی کھینچ نہین سکنے کی صورت یار کی
گر یونہی محبت رہیگی مانی و بہزاد مین

کوچۂ جانان مین یارو کون سنتا ہی مری
مجھسے وان پھرتے ہین لاکھون داد و بیداد مین

شعر کہنا آپ سے غافل کبھی آتا نہین
عمر اک جب تک نہ کھوئے خدمت استاد مین

ملتا ہی تیری چینی رنگت سے اسکا رنگ
آنکھیں ملون نہ کیونکہ گل یاسمین سے مین

روتا رہا وہان بھی ترے رخ کی یاد مین
بولا کبھی نہ حور بہشت برین سے مین

تاز ہر گز نہ کرے آئنہ سازہ آہن | دست داؤد میں دیکھے جو گداز آہن

حلقۂ جوہر شمشیر کا کھلتا نہیں بھید | منتظر کس کا ہے یہ دیدۂ باز آہن

پاؤں پڑتی ہے سلاسل کو جو زنداں کے | باعث قید ہے میرا یہ نیاز آہن

تیرے خنجر نے جو منہ موڑ لیا ذبح کے وقت | ہو گئے ہم تو وہیں کشتۂ ناز آہن

خط تقدیر مٹانے سے کوئی مٹتا ہے | کبھی صیقل سے نہ ہو دور طراز آہن

تیرہ بختی میں مرے عیب نہاں ہیں غافل
جیسے زنگار میں پوشیدہ ہو راز آہن

فرد عصیاں کی سیاہی ہیں کچھ غم نہیں | ابر رحمت سے ہمارا دیدۂ تر کم نہیں

مجمع خوباں مرقع سے ذرا بھی کم نہیں | کون سے محبوب پر تصویر کا عالم نہیں

بوستاں میں بھی دل غمگیں مرا خرم نہیں | تختۂ تابوت سے تختۂ چمن کا کم نہیں

کب تہ و بالا مرا افغاں سے اک عالم نہیں | صور اسرافیل سے نالہ مرا کچھ کم نہیں

تیرے روئے صاف سے نسبت نہیں ہے کچھ اسے | ہیں سہانے روئے گل پر قطرۂ شبنم نہیں

گریہ مجنوں کے ہیں آثار باقی آج تک | اوس کے قطرے کے کچھ دامان صحرا نم نہیں

وصل کی شب تو مجھے لینے دو اپنا کام دل
ہم ہین یا تم ہو یہان اور کوئی نامحرم نہین

حلقۂ گیسو تو کیون دیتا ہو دست غیر مین
ای پری رو دیو کے شایان تو یہ خاتم نہین

میری وحشت دیکھکر آہو بھی حیران ہوگئے
چوکری بھولے ہین ایسی وہ کتاب جم نہین

ایک عالم ہو منور نور حسن یار سے
کون سی جا پر تو انگن نیر اعظم نہین

کتنے ٹیڑھون کو بنایا دم مین سیدھا یار نے
کون سے سرکش کی گردن سکے آگے خم نہین

جان بلب رہتے ہین غافل فرقت معشوق مین
گہہ اسکا تغافل ہو تو اکدن ہم نہین

حرص سے خالی یہان کوئی نہی آدم نہین
بے غرض ہوتے تو پھر بندہ خدا سے کم نہین

ہم فراق یار مین مردے سے کچھ بھی کم نہین
جیون گلی تصویر ہرگز تن مین اپنے دم نہین

ہین وہ مجنون ہون جسے عریان ہی کا غم نہین
گرد صحرا کی لباس فاخرہ سے کم نہین

کب مرے خط مین رقم حال دل پر غم نہین
کونسا ہی دائرہ جو حلقۂ ماتم نہین

یار نے افشان جو چھڑکی زلف مین تو نم نہین
کوڑیالا سانپ ہی کچھ اسمین اتنا سم نہین

ہی تنور نوح میرا دیدۂ پر نم نہین
کونسا آنسو کا قطرہ ہی جو رشک یم نہین

جان بھی دیکے کوئی تو اسکو کہین خاتم نہین
ای سلیمان جہان پیوست نگین مین تیرے
حلقۂ چشم پری ہے حلقۂ خاتم نہین
نام بعد مرگ بھی رہتا ہی اہل ظرف کا
جام سے شہرت ہی جم کی گو جہان مین جم نہین
زخم گل مین یہ نمک ہی قطرۂ شبنم نہین

ملگیا تھا کیا بابی بے نخیر کے تیرا بدن	جو پسینے مین ترے وہ عطر کی خوشبو نہین
دیکھکر افسونگری ترے لب جان بخش کی	سامری کہتا ہی یہ اعجاز ہی جادو نہین
جسکو کوے یار سے الفت ہی کچھ بعد فنا	گور مین بھی اُسکا قبلہ کی طرف کو رو نہین
کر مدد ای دست تیشہ تو ہی لیے وقت مین	کوہکن کا اتنو کوئی قوت بازو نہین
ہم یہ روئے ہین فراق یار مین مثل حباب	چشم تو تم ہی پر آنسیں نام کو آنسو نہین
یہ بھی نادانی ہی جان دینا وصال یار مین	گرچہ پروانہ ہون پر جلنے کی مجھ مین خو نہین
کیا تماشا دیکھیے اس قلزم پر شور کا	چشم وا کرنے کی فرصت جیون حباب جو نہین
اپنی خوش چشمی پہ اکڑا ہو نگر اتنا غرور	چشم مجنون مین سگ لیلی سے بہتر تو نہین
جب نہ تب ہوتا ہی آمین آرزوے دل کا خون	سلخ قصاب سے کچھ کم مرا پہلو نہین
کب نہین روتا ہون تیری سایہ وحشی کی یاد مین	کب ہر اک کوچے مین آب گریہ تا زانو نہین
قید ہو کر دل نے پائی بند غم سے مخلصی	ہی حصار عافیت وہ حلقۂ گیسو نہین
ہی کفن نظرون مین میری جو گل مہتاب ہی	یار بن یہ شمع تربت ہی گل خوشبو نہین
روتے روتے غم مین مجنون کے ہوئے سفید	وہ سیاہی اب میان دیدۂ آہو نہین

کیون نہ ترکش کا گمان ہو وے اُسکو ای سپہر
کہ ترے تیرون کے سینے مین مرے خانے ہین

کام آیا نہ برے وقت کوئی ای غافل
نہین معلوم یہ اپنے ہین کہ بیگانے ہین

مبتلا رنج مکافات مین فرزانے ہین
پرسش حشر سے فارغ ہین جو دیوانے ہین

گل عارض پہ کسی کے ہمین گل کھانے ہین
داغ تو لالۂ صحرائی کو دکھلانے ہین

غلبۂ کفر ہے یہ دور بتان مین بخدا
ایک کعبہ ہی اگر لاکھ صنم خانے ہین

کسکی آمد ہے جو ساقی نے تکلف ہے کیا
کہ گلابی ہین سبو سر سی پیمانے ہین

خوش نصیب آ نکلے جو ہون مژہ یکان مین شمار
ہین جو تسبیح سے زائد وہ کوئی دانے ہین

ان پتنگون سے ہمین جلنے مین کیا نسبت ہے
ہم چراغ رخ پر نور کے پروانے ہین

آمد آمد جو سنی ہے تری ای غیرت شمع
مستم آج مرے بزم مین پروانے ہین

اب بھی باز آئے اگر غیر کے ملنے سے وہ شوخ
وہی باتین وہی چرچے وہی یارانے ہین

ہمسے کچھ اشک ندامت کا نہ حاصل پوچھو
ہونگے سرسبز قیامت کو یہ وہ دانے ہین

منتظر تیرے شہیدون کے ہین کیا جنت مین
کف حوران بہشتی مین جو پیمانے ہین

دوست کسکا چار دن وہ خصم جان ہوتا نہین | کسلئے اوپر مجکو دشمن کا گمان ہوتا نہین
نرمی اندام خوبان پر یہ ہوتا ہی گمان | عضو عضو تن مین انکے استخوان ہوتا نہین
شرم عصیان سے جھکی ہی اسقدر گردن مری | ورنہ اتنا طوق آہن تو گران ہوتا نہین
کب عزیزون پر نہین ہوتا وہان تیغ ستم | کب گلی مین اُسکے شور الامان ہوتا نہین
روز ہجران مین تو سارے حشر کے آثار ہین | کیون زمین پھٹتی نہین شق آسمان ہوتا نہین
حسن وہ شی ہی اگر کوئی زر گل کی طرح | لاکھ پردے مین چھپائے پر نہان ہوتا نہین
کیا سرائے پر خطر ہی اپنا یہ جسم گلی | جو فروکش اسمین دم کا کاروان ہوتا نہین
ہم تو اس گلزار مین رکھتے ہین اپنی بود و باش | ایک بلبل کا بھی جسمین آشیان ہوتا نہین
کسطرح عمر گذشتہ کی تلافی کیجیے | ہو گیا جو پیر وہ ہرگز جوان ہوتا نہین
عشق نے صحت مین یہ صورت بنائی ہی مری | اسقدر بیمار زار و ناتوان ہوتا نہین
مین تو اس زہد و ورع سے تنگ ہون کیا کرون | دور پیشانی سے سجدے کا نشان ہوتا نہین
حشر تک رہتی ہی غافل شعر رنگین کی بہار | ہی یہ وہ گلشن کہ جو ہرگز خزان ہوتا نہین
کوئی تو ہی مجلس آرائے طرب زیر زمین | آگے پیچھے جو چلے جاتے ہین سب زیر زمین

خاک صحرا سر پر ای مجنون اڑاتا ہے جو تو
گرد مین تجکو نظر آئیگا پھر محمل کہان

دیر مین ہمنے تجھے دیکھا نہ بیت اللہ مین
عمر رفتہ پھر بسر کی تونے ای غافل کہان

پیدا ہر رنگ مار اگر دو زبان کرون
دن رات وصف زلف دوتا بیان کرون

کہتی ہے برق خندۂ گل یہ کہ تو سہی
بلبل جلا کے خاک ترا آشیان کرون

مسجد بھی قتل گاہ شہیدان ناز ہے
زاہد تو ہی بتا کہ مین سجدہ کہان کرون

آثار مرگ ہین مرے چہرے سے آشکار
صدمے شب فراق کے کیونکر بیان کرون

کس دن امید اس سے بر آئی مرے جو مین
دست دعا بلند سوے آسمان کرون

جس سے دہل گیا تھا دل حاملان عرش
آتا ہے جی مین پھر وہی شور و فغان کرون

دو گام مجھ مین چلنے کی طاقت نہین رہی
کس منھ سے قصد ہمرہی کاروان کرون

نے گل ہے اب چمن مین نہ بلبل نہ باغبان
یارب مین کس سے شکوۂ باد خزان کرون

پہلو مین دون جگہ ترے پیکان تیر کو
اپنی کسی طرح سے تو خاطر نشان کرون

غافل بقول مصحفی فخر شاعران
دل ہی نہین رہا جو مین یاد بتان کرون

فی المثل گر عوض بادہ ہو [illegible] خم مین
عطش دل نہ بجھی [illegible] بادہ کشی
ایک بھی قطرہ [illegible] خم مین
[illegible] خم مین
اسلیے بیٹھ رہا چھپکے فلاطون خم مین
[illegible]

[illegible] دور ہون
[illegible]

خالق کو رحم آئے جو غافل کے حال پر
سارے گناہ نامۂ عصیان سے دور ہون

بے صرفہ چشم ترسے آنسو بہا دیے ہین
مٹی مین ہمنے کیا کیا موتی ملا دیے ہین

لب اپنے لب سے تیرے اسنے ملا دیے ہین
کیا ذی کو بھی خدا نے بخت رسا دیے ہین

صورت گر ازل کی دیکھو تو دستکاری
حورون سے آدمی کے نقشے ملا دیے ہین

خوبی مین کونی تجھسے وہ اُڑکے چل سکے ہی
خالق نے گو پری کو دو پر سوا دیے ہین

آنکھین مین جنکی بنیا اُنکو جمال حق نے
پردے مین آدمی کے جلوے دکھا دیے ہین

مقتول چشم تیرے اُٹھے نہ چشم کو بھی
ایسے نظر سے اپنی تونے گرا دیے ہین

قاتل کی تا شکایت آوے نہ اپنے لب تک
زخمون کے ساتھ منہ پر ٹانکے لگا دیے ہین

تیرے خرام نے تو محشر کیا ہی برپا
مردے جلا دیے ہین سوتے جگا دیے ہین

سوز جگر سے اپنے ہین خشک دیدہ تر
گریہ نے یان کنو نکے پانی سکھا دیے ہین

جھمکی ہی چاندنی سی جو یون شب مین
چہرے سے ہمنے گیسو کسنے ہٹا دیے ہین

لیلی ہی منہ چھپائے جاتی ہی قافلے مین
اورون نے محملون کے پردے اٹھا دیے ہین

کنج لحد مین کیونکہ نہ گھبرائے دل کہ وہان — ہمدم نہین رفیق نہین ہم زبان نہین

وہان کون پوچھے عجز و نیاز فقیر کو — حسن جا قبول طاعت گردن کشان نہین

مجھ نالہ کش کی کوئی سمجھتا نہین زبان — کیا اس چمن مین مرغ کہن آشیان نہین

سب ڈھونڈھتے ہین کعبہ و بتخانہ مین جسے — دل کے سوا زمانے مین اسکا مکان نہین

مجنون سے کوئی کہدو نہ ایسا ملیگا وقت — جاتا ہی ناقہ لیلی کا اور ساربان نہین

ملک عدم کے جانے کو کیا ساتھ چاہیے — درکار اس سفر کے لیے کاروان نہین

عزلت گزینی کام ہے باعث نہ پوچھیے — مجکو دماغ صحبت نواب و خان نہین

غافل نہ پوچھیے تو وصف وہان یار — احوال غیب ہی یہ کسی پر عیان نہین

ہی کسے شوق شہادت مین خیال گردن — شمع سان ہی ہمین سر اپنا وبال گردن

تیرہ بختی کو مرے جسے ملا حسن قبول — خال رخسار کہین ہی کہین خال گردن

تیغ تو اسے سمجھ کرکے لگانا جلاد — کہ مری ہر رگ گردن ہی مثال گردن

پردہ شب مین کوئی نور سحر چھپتا ہی — کب نہان جعد مین ہو حسن و جمال گردن

دیوان غافل ۵۵

مژگان کی یاد مین کب آتی ہے نیند مجکو
یہ موے تن نہین ہین ہین سوئیان بدن مین

سر بھی سفید شام غربت مین ہو چلا ہے
اے کاش یہ سحر تو ہوتی مجھے وطن مین

مجنون مین اور مجھ مین چندان نہین تفاوت
یکتا مین اپنے فن مین کامل وہ اپنے فن مین

دست قضا کے اُسنے تیشہ لیا ہوا ہے
قوت نہ جب رہی کچھ بازوے کوہکن مین

جلتا تھا مین جو یاد لعل بتان مین شب کو
جو شعلہ دل سے اُٹھا جا کر لگا چمن مین

کسکی صفاے تن کا کشتہ ہون مین جو اے دل
دھبا نہین لگا ہے ابتک مرے کفن مین

عاشق ہون ہے نرالا سب سے طریق میرا
مذہب مین شیخ سمجھے ہون زکیش برہمن مین

ڈرتا نہین کسی کی مین حرف گیریون سے
جاے سخن کسے ہے غافل مرے سخن مین

کون ہے وہ جو گرفتار علائق یان نہین
عالم ایجاد وہ پھر کیا ہے اگر زندان نہین

دست نازک سے کٹے گی کسطرح گردن مری
زور بازو مین نہین خنجر ترا بران نہین

غنچہ گل کے چٹکنے سے یہ آتی ہے صدا
دید کے قابل بہار گلشن امکان نہین

بیکسی پر اپنے وہ کشتہ نہ روئے کیا کرے
جسکے خون کا حشر کے دن بھی کوئی پرسان نہین

خط نویسی یہ ہی تو مشتاق ہو
ہاتھ اک دن قلم تمہارے ہین

دل نہ سلجھا اُلجھ کے ان زلفو
خوب ہی پیچ و خم تمہارے ہین

ای خوشا حال اُنکا جو خوبان
کشتۂ تیغ غم تمہارے ہین

رات روئے نہین تو کیون غافل
دامن و جیب نم تمہارے ہین

کوہ و صحرا اک ہمارے دم سے آباد ہین
عہد کے اپنے ہمین مجنون ہمین فرہاد ہین

مجلس رنگین خوبان کم نہین گلزار سے
گل ہین جو بیٹھے ہین جو اٹھے ہین شمشاد ہین

نالۂ زنجیر مجنون سے یہ آتی ہی صدا
قید کی لذت وہ کیا جانین کہ جو آزاد ہین

پاس ناموس وفا خاموش رکھتا ہی ہمین
ورنہ مثل نی سراسر ہم لب فریاد ہین

داد خواہی سے الگ کیونکر نہ بیٹھین بے سخن
کام کیا اُنسے کہ ہم تو کشتۂ بیداد ہین

ہی یقین قید قفس سے جلد مین آزاد ہون
میرے نالے ناگوار خاطر صیاد ہین

کسنے یارب سانپ کے مانند چھیڑا ہی مجھے
عضو عضو تن مرے جو مائل فریاد ہین

دیکھنے کی تیرے کس کس کو نہین ہی آرزو
وہ بھی ہین شائق ترے جو کور مادر زاد ہین

ملیگی کسکی مجھے دولت ہم آغوشی
بچھڑ گئے ہین مرے بازو جو آستینون مین

رکھے ہی لاکھون مین اک آدھ جوہری
نہین ہی معدن الماس سب زمینون مین

نہین مرے دل صدپارہ کی ہی آئینہ سیر
کرور مرتبہ دیکھا ہزار بینون مین

جنھون کے زیر نگین تھا کبھی یہ ہفت اقلیم
رہا نہ نام بھی اُن لوگون کا نگینون مین

شہید پنجۂ رنگین ہون دیکھنا مرا خون
حنا کی طرح سے بٹ جائیگا حسینون مین

بخصۂ خضر اکا وہ ہین جنھین صاحب خرمن
جنھین سمجھتے ہین ہم اپنے خوشہ چینون مین

چھپے ہے صورت اشراف بھی کہین غافل
زمانہ لاکھ ملائے ہمین کمینون مین

اُسی پہ پڑتی ہے آنکھ اپنی نازنینون مین
ملے ہے جس سے شباہت تری حسینون مین

وہ بن سنور کے جو کل آئے تھے نازنینون مین
رقیب ہوگئے میرے کئی حسینون مین

کسی کے لعل صفا کی یاد مین ہمنے
شراب سرخ رکھی بھر کے آبگینون مین

شب فراق مین بہلائین کس سے دل اپنا
نہ ہمدمون مین کوئی ہے نہ ہمنشینون مین

کیا ہے نالۂ بلبل نے کیا خفا انکو
پڑی رہی ہے جو چین غنچون کی جبینون مین

افشان نہین ہے سنبل مشکین یار مین
تارے جھلک رہے ہین یہ صبح بہار مین

عزت خدا نے دی ہے مجھے میرے دیار مین
وہ مشک ہون کہ قدر ہے جسکی تتار مین

ہر بیضۂ حباب سے پیدا ہو عنبر
وہ رشک گل نہائے اگر آبشار مین

کیا دوگے خون بہا دل مقتول کا ہم سے

شام شب وصال کو ہونے ندوں ہین صبح
دور فلک جو ہو گئے مرے اختیار مین

کسطرح اسکے خاک مین ملنے کا غم نہو
پالا تھا طفل اشک کو ہمنے کنار مین

نالے کا ضبط بعد فنا بھی نہو سکا
سوراخ پڑ گئے مرے سنگ مزار مین

آیا جو یاد اسکا رخ آتشین ہمین
سینے کا داغ تازہ ہوا لالہ زار مین

لخت جگر نہین ہین مرے اشک خون کے ساتھ
گل پھول بہ چلے ہین یہ سیل بہار مین

توڑے ہین مین نے شیشہ و ساغر نشے مین ہیچ
ٹوٹے نہ پھر بدن میرا کیونکر خمار مین

جنکو یہان تناسب اعضا پہ تھا غرور
اک ڈھیر ہڈیون کا ہے انکے مزار مین

تیر اسکا ملتفت جو نہین ہے ادھر تو ہو
وا چشم دام تو ہے مری انتظار مین

وہ حور چہرہ ہمسے جو وان بھی جدا رہا
آیا ہمین قرار نہ دار القرار مین

میرے گداز دل ہی سے سیرابی تھی مجھے
مین نخل موم ہون چمن روزگار مین

باہر کہان ہے مجھسے مرا گوہر مراد
دریا تو یان ہے صورت ساحل کنار مین

دانستہ باندھتے ہین جو مضمون غیر کو
غافل وہ شاعرون کے نہین ہین شمار مین

اللہ ری شرم حسن کہ مجنون کو دیکھکر
چھپ چھپ گیا ہی ناقہ لیلیٰ غبار مین

تلوون سے سیر آگ لگی مارے رشک کے
مہندی لگائے غیر جو پائے نگار مین

شوق شراب و خواہش بوس و کنار ہی
کیا کیا ہین حسرتین دل امیدوار مین

دعوت کسی کے غنچہ پیکان کی کیا کرون
اک قطرہ خون نہین ہی مرے جسم زار مین

یکسان زمین سے قبر کو میری بنائیو
مین مر گیا ہون حسرت بوس و کنار مین

اس عالم فنا مین تو پایا نہ ہمنے چین
آرام کچھ ملا بھی تو کنج مزار مین

نسبت پری سے دیتے ہین ای حور جو تجھے
کرتے نہین ہین فرق وہ کچھ نور و نار مین

سر کھپ گئے ہین سے معرکہ آرائے عشق مین
نامرد کا نہ ٹھہرے قدم کارزار مین

ای غیرت مسیح خبر اُسکی جلد لے
غافل تڑپ رہا ہی ترے انتظار مین

تر اشک غم سے گوشۂ دامان ہی اندنون
کیا آب و رنگ پر یہ گلستان ہی اندنون

غنچے کی طرح چاک گریبان ہی اندنون
جوش جنون ہی فصل بہاران ہی اندنون

کیا سیل اشک نے مرے صحرا کی راہ لی
کوسون تلک جو سبز بیابان ہی اندنون

ایک گل سے لاکھ گل کھلتے ہیں پیدا دھوپ میں
نخل موسمی کا کوئی دیکھے تماشا دھوپ میں

چاہیے عاشق کو چھتری اور پنکھا دھوپ میں
ابر دود آہ کا کافی ہے سایا دھوپ میں

طرفہ ہے اوقات ہم وارفتگان عشق کی
رات کو تو ٹھنڈ کھاتا دن کو جلنا دھوپ میں

گریۂ مجنون سے شادابی نہوتی گر اُسے
سوکھ جاتا مرقد لیلی کا سبزا دھوپ میں

آفتاب حشر کی کیونکر انھیں ہوگی تاب
چلتے ہیں جو رکھ کے یان سر پر پڑا دھوپ میں

اُٹھنے کو دیکھے اُسکے روے روشن کے حضور
برف کا جسنے نہ دیکھا ہو پگھلنا دھوپ میں

دیر آنے سے نہیں پہچان سکتے ہم اُسے
اسقدر سنولا گیا قاصد کا چہرا دھوپ میں

عکس روے آتشین سے یون ہے مضطر آئینہ
جسطرح لہرا رہا ہو آب دریا دھوپ میں

ہے یقین اُس خاک سے پیدا گل خورشید ہو
تیرے چہرے سے گرے جس جا پسینا دھوپ میں

چشم تر رہتی ہے اُس خورشید رو کے سامنے
جاے حیرت ہے نہ یہ تالاب سوکھا دھوپ میں

خاک میں خورشید ذرے کی طرح سے ملگیا
تیری کفش پا کا جب چمکا ستارا دھوپ میں

ہم یہ سمجھینگے ضیائی ہے وہ اپنے عہد کا
جو کوئی غافل غزل ایسی کہیگا دھوپ میں

مآل کار تعمیر جہان کا جو خیال آیا
بھر آئی آنکھ خالی دیکھکر قصر فریدون کو

نہ پہونچے دولت ممسک سے ہرگز فیض کوئی کو
ملا رتبہ نہ بیت المال کا بھی گنج قارون کو

قیامت کو جو ہے محضر خون کی طلب ہوگی
دکھا دیونگے اے قاتل ترے دامان خون کو

مہ کامل کا تو معمول ہی ہر شب کو کم ہونا
بھلا کیا اس سے نسبت ہے ترے حسن روزافزون کو

زمین کی طرح تھک کر بیٹھ جاے عاقبت وہ بھی
ترے سرگشتہ اپنے ساتھ جو چکر دین گردون کو

جواب نالۂ عشاق تب مرقوم ہووے گا
جوانی مین وہ جب سمجھیگا اپنے خط کے مضمون کو

نہین انسان نظر آئیگا یان جز مردم آبی
ڈبونے پر ہی چشم تر مری اب ربع مسکون کو

عروض بیت مین ان شاعرون کو دخل گر ہوتا
نہ دیتے سرو ناموزون سے نسبت قد موزون کو

خدا نے سربلندی جنکو دی ہو صف قامت مین
نہ سمجھین ہیچ پا افتادہ طوبےٰ کے مضمون کو

مجھے اندیشہ رہتا ہے جنبش سے زلفون کے
کہین نیلوفری کر دین نہ ان رخسار گلگون کو

ہے کس سرگشتہ کا مرکز اسمین اختر طالع
ہمیشہ روز و شب جو چرخ مین رکھتا ہے گردون کو

نہین ہے عشق کے مکتب مین اصلا دخل حکمت کا
سبق دیتا ہے یان کا طفل ابجد خوان فلاطون کو

بنی ہے معدن یاقوت احمر وہ زمین ساری
کیا تھا دفن جس جا یار تیری قصد کے خون کو

مبادا غیر اسکو بھی کنایہ وصل کا سمجھے
لکھا ہے یار نے نامہ بخط تو امان مجھکو

وہی دیوانہ پن ہے اور وہی جوش جنون اب تک
جوان رکھتی ہے پیری میں بھی طبع جوان مجھکو

نہیں لیتا ہوں کوچے سے سبب رخسارہ گل کے
کسی کے عارض رنگین کا ہے اسیر گمان مجھکو

نہیں معلوم کسنے شعلہ رو کو سیر دکھلایا
تو وہیں آگ ہو جاتا ہے وہ دیکھا جہان مجھکو

وہ قاتل ہے اگر میرا تو یہ خون کی پیاسی ہے
نظر آتے ہیں خصم جان میں وہ آسمان مجھکو

یہی رونا رہا تو دیکھنا محفل میں خوبان کی
کرےگی ایکدن رسوا یہ چشم خونفشان مجھکو

صدا جیسے سنی ہے غنچہ گل کے چٹکنے کی
نہیں بھاتی ہے اے بلبل تری طرز فغان مجھکو

تماشائے گلستان کی نہیں پروا کچھ اے غافل
دکھائی فکر رنگین نے بہار بوستان مجھکو

خدا بھی دوست رکھتا ہے نہایت اپنے شیدا کو
جلے پتھر تجلی سے نہ آئی آنچ موسی کو

جو چاہے اوج اپنا ترک کر اسباب دنیا کو
کہ سد راہ اک سوزن ہوئی پائے مسیحا کو

غبار تن ہے یا میں تیرے نہان ہے محمل لیلی
عبث تو چھانتا پھرتا ہے مجنون خاک صحرا کو

جو شب کو ماہ ہے بزم میں تو دن کو مہر گلشن میں
نہیں نسبت کسی سے خوبی طالع میں دریا کو

ہوا ہوں کاوش مژگاں کی حسرت میں وصیت ہے
گل مدفن سے تیرے بند کرنا اسکے روزن کو

نہو وے گی سیہ کاروں کی پرسش آگے نیکوں کے
چمن میں گل کے ہوتے پوچھتا ہے کون سوسن کو

تکلف چاہیے کیا خاکساروں کو زمانے میں
کناری کی نہیں حاجت ہے کچھ صحرا کے دامن کو

اثر ہوتا جو کچھ بھی بلبل بیچاری کے نالوں میں
قفس کی طرح کرتے چاک ہر دیوار گلشن کو

لگاتا جاے صندل خاکپا زاہد کے ماتھے کی
مآل کار سے ہوتی جو آگاہی برہمن کو

غرور جاہ و حشمت عشق میں ہرگز نہیں رہتا
گدا کے آگے جھکواتا ہے یہ شاہوں کی گردن کو

رکھا محفوظ آفات جہاں سے گوشہ گیری نے
بجھا سکتی ہے کب صرصر چراغ زیر دامن کو

خرابی سے جو قصر تن کی منعم کو خبر ہوتی
عوض گل گھر کے وہ بنواتا کسی بیکس کے مدفن کو

نہیں جاتے ہیں پروانے چراغ و شمع کی جانب
بلا ہے جیسے منہ پر اپنے گھسنے آہوے وحشن کو

صدا آسا سے آتی ہے جان تازہ قالب میں
بہ از تار نفس میں جانتا ہوں تار آہن کو

خیال روے الفت کا تیرے دل میں رہتا ہے
جلا سکتی نہیں ہے برق ہرگز تیرے خرمن کو

نہیں ہے پرسش تیغ قضا سے انکو آگاہی
بناہ جسم جو سمجھے ہیں اپنے خود و جوشن کو

فرشتوں کو بھی اُس تیغ نگہ نے کیا گیا زخمی
فلک پر لیگئے جو حضرت ادریس سوزن کو

عالم رویا میں ہر شب دیکھتے ہیں یار کو — خواب میں پایا ہے ہمنے دولت بیدار کو

گلشن جنت سے کیا نسبت ہے کوئے یار کو — سایۂ طوبیٰ نہ پہنچے سایۂ دیوار کو

جب سے دی تشبیہ اُس نے عارض دلدار کو — برق پھینکے ہے ہوا پر دمبدم رخسار کو

صاحب جوہر کو لازم ہے شرافت کا نشان — یعنی بے تیغا نہ پہچانے کوئی تلوار کو

چاہتا ہے ابلق گردوں بنے توسن ترا — کہتا ہے سورج اُٹھاؤں میں پر تلوار کو

کم بہا و بیش قیمت جنس میں ہے اپنا وقت — وہ تو گھر اپنے بکا یوسف گیا بازار کو

ہم سیہ مست جنوں روکے سے رکتے ہیں کوئی — کب ہوئی زنجیر مانع فیل کی رفتار کو

خانہ سازی پر عبث تم ہے یہ اہل دول — کیا اٹھا لیجائینگے سر پر در و دیوار کو

کوچۂ خوبان میں رہتا ہے ہر شب خیال — پھاندنے کوٹھا کسی کی توڑ دے دیوار کو

آفتاب صبح کسی زلف کا دیوانہ ہے — تار تار اسنے کیا جو جامۂ زنار کو

تنگ تھا عرصہ رسن بے قفس کے باغ کا — کھینچ لینے بھی ہم نہ پائے غنچہ منقار کو

پہلے نکلے دل سے نالہ پیچھے آنسو چشم سے — فوج سے آگے ہی رکھتے ہیں علم بردار کو

جسنے کھایا دل کے اوپر یار کا نیش نگاہ — خانۂ عقرب وہ سمجھا روزن دیوار کو

صدمہ کچھ کانون کا پہونچا اور ہوا نے	طی کیا ہمنے صبا کی طرح دشت خار کو
ابر ہو مطرب ہو گلشن ہو شب مہتاب ہو	آج گھر جانے نہ دینگے اس بت میخوار کو
مجھ بیابان گرد کا ای خضر گر دنیا تھا ساتھ	آزما لینا تھا پہلے طاقت رفتار کو
چشم عاشق نے اپنا چہرہ رنگین چھپا	کب کسی بلبل کی لگتی ہو نظر گلزار کو
صدمے کر عارض پہ اجس جگہ پھینکے تھے پھول	طوف کو وان آئی بلبل چھوڑ کر گلزار کو
اس پری رو کی گلی سے گر نکلے داربان	بنکے سایہ ہم لپٹ جاوین در و دیوار کو
عارض یوسف جو انگار اسا آتا ہی نظر	دیکھکر جلتا ہی کسکی گرمی بازار کو
زلف مشکین اسکی ہووےگی اگر عنبر فشان	مفت بھی کوئی نہ لیگا نافۂ تاتار کو
زندگی سے اک مریض عشق ہی مایوس ہی	ورنہ امید شفا ہوتی ہی ہر بیمار کو
پنجۂ مژگان نے آنسو کی مرجانی نہ قدر	ہاتھ سے دیتا نہ تھا ایسے در شہوار کو

کب ہی ای غافل ہمین اندیشۂ روز جزا
جانتے ہین اپنا حامی حیدر کرار کو

کافر ہو جسکو اس سے تمنا زیادہ ہو	کنج چمن ہو یار ہو مینا ہے بادہ ہو

عالم غم میں ہیں کیفا کش عنا سے سخت تن
جیسے کڑی کمان نہ سرا سے کبادہ ہو

خورشید ایک نیزے پہ آیا یہ ہو یقین
گر بے نقاب تو سر بام ایستادہ ہو

اشکوں سے اپنا سبزہ مژگاں ہے تر مدام
کیونکر وہ کھیت خشک ہو جو آب دادہ ہو

کیونکر ہو تیری خاطر نازک سے وا گرہ
ممکن نہیں کہ عقدۂ ریشم کشادہ ہو

مرد سپاہی رکھتے ہیں غافل خواص شیر
ماریں اسی کو لاکھ میں جس پر ارادہ ہو

خط مشکیں چاہیے کیا اس رخ پر نور کو
ابر کا ہونا نہیں لازم ہے برق طور کو

کس قدر یہ رند بھی ہیں مست صہبائے غرور
توڑتے ہیں خشت خم سے کاسۂ فغفور کو

راہ تاریک عدم میں خوب کھاتا ٹھوکریں
گر نہ شمع دار لیجاتی یہاں منصور کو

اصل کا رتبہ نپائے کم بہا تقلید سے
کب ملے ہیرے کی قیمت ریزۂ بلور کو

سوزش دل کی مداوا میں بہت سرگرم تھا
جل بجھا جب سینہ تب ٹھنڈک ہی کافور کو

ہمنے یوں چرخ مکوکب کو جلایا آہ سے
پھونک دے جسطرح کوئی خانۂ زنبور کو

چشم تر سے اشک خوں جاری رہیں بہتے ہیں
بند کرنا یک بیک اچھا نہیں ناسور کو

تیغ کے مانند اتنی سرکشی اچھی نہین	بیگنہ یان کاٹتے ہین گردن مغرور کو
جیسے ہم زخمی ہوے تیغ نگاہ مست کے	دوست رکھتے ہین نہایت زخم کے انگور کو

سپرہ ہی نکتہ چین یعنی روشن آفتاب
کیا نظر آتا ہی غافل دیدہ بے نور کو

دست رنگین سے چھپایا چہرہ پرنور کو	کر دیا گل شمع ایمن نے چراغ طور کو
محو جوے شیر ہی فرہاد جو فردوس مین	قصر شیرین کا مگر سمجھا ہی قصر حور کو
چاک کر سینہ جو ہو دل مین ہجوم آرزو	کسنے در بستہ رکھا ہی خانہ معمور کو
تیرے روے آتشین پر خط کی ہو کیونکر نمو	بے دخان دیکھا ہی اکثر شعلہ کافور کو
ناخن دست جنون بھی کوئی تیغ تیز ہی	زخم کاری کر دیا ہی سینے کے ناسور کو
دولت مسکین لیا چاہے تو کر محنت قبول	ملتے دیکھا ہی دفینہ بیشتر مزدور کو
صبح کر دی آہ و نالے مین شب تار فراق	مین ہون وہ فرہاد کاٹا جسنے کوہ طور کو
نقص خامی کب ہے پیدا اگر ہوئے کمال	پختگی کرتی ہی زائل ترشی انگور کو
دار کو بھی ہم سمجھتے ہین کہ اک مینا ہی یہ	ایسے بیخود ہوگئے پیکر مئے منصور کو

دیوان غافل

مرے ان تارہای اشک کا یارب بھلا ہووے
پھنسائی کیا ہی چلمن ڈوبنے کی چشم گریان کو

بہا دے عاشق بیتاب کے لاشے کو دریا مین
تہ و بالا کریگا ورنہ یہ گور غریبان کو

یقین ہی قمریان اسپر تنکے بنکے صدقے ہون
لب جو رات کو دیکھین اگر سرو چراغان کو

سبکساروں کو خطرہ کچھ نہین قہر الہی کا
خس و خاشاک کشتی جانتے ہین موج طوفان کو

اذیت کا سبب ہی پاس جنس بے بہا رکھنا
برای لعل ٹکڑے کرتے ہین کان بدخشان کو

یہانتک غیر کی شرکت سے ہی آزاد کو نفرت
نہین پیوند کرتا باغبان سرو گلستان کو

صدای ہمصفیران تو مرے کانون مین آئیگی
بنانا زیر دیوار گلستان میرے زندان کو

ضعیفون کی توانائی سے ظالم نہین ڈرتا
کہ کھا جاتا ہی اکثر مورچہ شمشیر ان کو

بنائے دانہ تسبیح انکی خاک تربت سے
دیا یہ مرتبہ اللہ نے تیرے شہیدان کو

سیہ اتنی ہوئی ہی یہ برنگ مشق طفلان
کہ ہرگز پڑھ نہین سکتا ہون اپنی فرد عصیان کو

وہ نخل یاس ہون اس مزرع ہستی مین ای غافل
نہین ہی پھولنے پھلنے کی جسکے فکر دہقان کو

تو نے تربت پہ مری دو نہ گرائے آنسو
غم فرہاد مین شیرین نے بہائے آنسو

روکش گوہر و یاقوت بنائے آنسو
قطعہ غم کو میرے شمع شبستان [illegible] آنسو
لب و دندان کی ترے یاد مین بہنے رورو
تا بہ دامن جو گرے آنکھ سے آئے آنسو
[illegible]
خون ناحق طفل کو سو طرح کا [illegible] مین
لخت دل کو یہ بھرے ساتھ لگائے آنسو
لب روانی مین وہ دریا ہین بھلا دریا کے
[illegible] طوفان کو خاطر مین نہ لائے آنسو
غافل اسوقت [illegible] پوچھنے پاس آئے آنسو

[illegible]

دیوان غافل

۱۷

نرالا سارے عالم سے ہی غافل عالم وحشت
نہ غم دنیا کا ہی نہ دہشت عقبیٰ ہی مجنون کو

جذب دل ہی مین گیا خون دل بسمل کو
تا لہو دیکھکے آجائے نہ غش قاتل کو

سیر دریا کی خوش آتی ہی کسے یار بغیر
ہم لب گور سمجھتے ہین لب ساحل کو

ساربان جو کی طرف کھینچے ہی مجنون سے
ناقہ حیران ہی کہ لیجاوے کدھر محمل کو

تل یہ کاجل کا رخ دان پہ بنا کر تونے
داغ اک اور دیا رات مہ کامل کو

ایک بوسہ نہ دیا اسکا تو کیا اجر اسکا
گر بھرا موتیون سے تونے کف سائل کو

وادیِ نجد کا اندیشہ نکر اے لیلی
ناقہ دو گام مین کر جائیگا طی منزل کو

پردہ چہرے سے اٹھاتا ہی وہ اندک اندک
نیم بسمل نہ کرے آج کہین محفل کو

اے پری چہرہ ترے خال وبناگوش کا عشق
چین دیتا نہین از بسکہ کسی عاقل کو

آب پر نقش بناتا ہی کوئی تیرے لیے
آگ مین پڑھ کے جلاتا ہی کوئی فلفل کو

بھول جاتا وہ اگر تمکو نہ تھا اسکا عجب
تم تو ہشیار تھے کیون بھول گئے غافل کو

انتظار یار مین اپنے خط انگشت دست	مٹ گئے ہین گنتے گنتے روز ماہ و سال کو
بخت خوابیدہ کسیکا ناز چونکے خواب سے	زیب پا اُسنے کیا ہی کم صد اخلخال کو

قطع کرنا رشتہ الفت کا غافل خوب ہی
کون ساتھ اپنے لگائے رکھے اس جنجال کو

تحریر اُسکی نازکی عضو تن نہو	جائے قلم اگر رگ برگ سمن نہو
عریان اُٹھینگے قبر سے آخر تو حشر کو	رکھدو یہین پہ ہم جو نہین ہی کفن نہو
صیاد وان نرکھ قفس بلبل اسیر	برسون جہان گذار نسیم چمن نہو
تیشے کے جو دہن سے نکل آئی ہو زبان	پیاسا ترے لہو کا تو ای کوہکن نہو
بے سعی خیر نکلے ہے دریا دلو سے کام	چشمے مین کچھ بھی حاجت دلو و رسن نہو
منصور کو جو دار پہ کھینچا بجا کیا	وہ بات کیون کہے جو سزائے دہن نہو
مین نے تو سینہ چاک کیا اُسنے پیرہن	مجنون پہ زخم سینہ مرا خندہ زن نہو
از بسکہ صاف دل ہین یہ منظور ہی ہمین	نامہ بھی تجکو بھیجین تو اسمین شکن نہو
اتنا بھی سادہ رو تو خوش آتا نہین ہمین	اک آدھ دلفریبی کی جسمین پھبن نہو

لطف کیا رہنے کا اس گلشن میں اے بلبل جہان
باغبان صیاد ہو اور موج سبزہ دام ہو

کوچۂ جانان میں ۔ وہیں ہم اگر دل کھو کر
پل میں دریا کا کنارا یر کنار بام ہو

آتش افسردہ ہیں لگنے مسی آلودہ لب
انسے کیونکر پختہ اپنی آرزوے خام ہو

کوئی لے سکے نہیں اُس بت سے سازش کسطرح
یا ہمیں کافر ہون یا وہ صاحب اسلام ہو

چاہتے ہین یہ پتنگے شوق وصل شمع مین
ہم جلیں اور صبح دو دیال کی پر شام ہو

کیا کوئی شاعر کمر کو تیری باندھے شعر مین
جب تلک مضمون نہ اسکا غیب سے الہام ہو

بوریاے فقر میرا کب بنا تخت شہی
مجکو کیونکر اعتقاد گردش ایام ہو

عیش دیتا ہے اُدور فلک اور مجکو رنج
یان مجھے دوران سر ہو وان جو دور جام ہو

عیب ذاتی تربیت سے بھی نہ زائل ہو سکے
تلخی شکر مین بھی دیوے تلخ جو بادام ہو

ہے جناب کبریا مین یہ ہی غافل کی دعا
جو کمون مین شعر وہ مقبول خاص و عام ہو

وہ جام می پیے تو مجھے یان خمار ہو
ٹوٹے بدن مرا اگر اُسکو بخار ہو

دیوانگان گل کی ہو مرضی یہی صبا
زنجیر بھی ہو پانوُن مین تو خار دار ہو

اک بات مین تیغ کی اسکے دو عالم
ایسا بھی معشوق کوئی سحر بیان ہو
اچھا ہوا جو سینۂ مجروح کا مرہم
وہ زلف ہی سنبل اگر مشک فشان ہو
مر جاؤن اگر حسرت دیدار مین ہمدم
ہر ذرہ مری خاک کا چشم نگران ہو
تصویر ہی عاشق کی اگر بات کرے تو
سرگرم سخن تجھسے وہ بے کام و زبان ہو
بیمار محبت کو اگر اسکے وہ دیکھے
زندے پہ یقین ہی اُسے مردے کا گمان ہو
وہ بزم غزل جمع عشاق مین غافل

کام تھا عالم امکان سے بھلا کیا ہمکو
جذبۂ عشق یہان کھینچ کے لایا ہمکو

ایک مدت سے تلاش ہرت یار مین ہم
اسقدر گم ہین کہ پاتا نہین عنقا ہمکو

پس دیوار ترے کوچے مین ہم بیٹھے ہین
آج جنت مین ملا سایۂ طوبا ہمکو

شمع سان یاد قد یار مین رو رو کے
موج اشکون کی ہوئی سلسلۂ پا ہمکو

دیکھتے ہین جو کبھی دیدۂ وحدت بین سے
نظر آتا ہی ہر اک قطرے مین دریا ہمکو

وہ ہین کے کام کے نے لائق دنیا ہین ہم
نہین معلوم کیا کس لیے پیدا ہمکو

تن پر داغ سے جل جل کے کفن خاک ہوا
مر گئے پر بھی کیا عشق نے رسوا ہمکو

ہم یہان جاتے رہے وحشت خطرناک ہے
صورت نقش قدم چھوڑ کے تنہا ہمکو

شعبدہ باز نہین ہی جو فلک پھر کیا ہی
اک نیا روز دکھاتا ہی تماشا ہمکو

اشک گوہر ہی اگر لخت جگر ہی یاقوت
دولت عشق سے سب کچھ ہی مہیا ہمکو

خواہش حور ہی غافل نہ ہوس جنت کی
آرزو ہی کہ نہو کچھ بھی تمنا ہمکو

مرغ دل عشاق کی خاطر نہ نشان ہی
جب تک نہ تری ناوک مژگان کا نشان ہی

[illegible]

برق عارض کی چمک یون گرد خط یار ہے
جسطرح کوندا لگا ہو سبزہ زاری کے ساتھ

چال سے تیری زمانے مین یہ پایا ہی رواج
زاغ کا بھی اب قدم پڑتا ہی رعنائی کے ساتھ

یاد اس جان ملاحت کی جو شب آئی مجھے
خوب سا رو دیا لپٹ کر شمع تنہائی کے ساتھ

کیون نہو جان دل زار کے تنگ تو سے
زندگی کرنی پڑی ہی اسی بیمار کے ساتھ

ہم صفیرون نے بہار ایکی چمن کی لوٹی
ہم قفس ہی مین رہے مرغ گرفتار کے ساتھ

اندنون تو نے نکالی ہی نئی طرز خرام
جی کھنچے جاتے ہین ظالم تری رفتار کے ساتھ

سجدہ کرتے ہین اسے شیخ و برہمن دونون
بت کو نسبت نہین کچھ سنگ در یار کے ساتھ

مجکو اولاد علی سے ہی محبت غافل
حشر ہو ویگا مرا حیدر کرار کے ساتھ

ہم فقیرون کا سنے گر گر آرہ فاختہ
اپنی کو کو پر کرے ہرگز نہ غرہ فاختہ

جل کے خاکستر ابھی ہو جاے تو اے تمکین
گر ترے دل مین ہو سوز عشق ذرہ فاختہ

چشم تر سے اپنی تو سیراب رکھ شمشاد کو
یان درخت خشک پر چلتا ہی آرہ فاختہ

جامہ خاکستری سے تیرے یہ ثابت ہوا
اپنی درویشی کا ہی تجکو بھی غرہ فاختہ

جسپر اس ماہ تمامی پوش کا سایہ پڑے
باغ مین وہ سرو ہو رشک مجرہ فاختہ

عشق مژگان نے بھی تو کھینچا ہی زنجیر وار
یاد ابرو مین اگر ہی زیر آرہ فاختہ

مرغ بستانی کا اسکے سامنے دم بند ہی
نغمہ سنجی مین نکر غافل سے غرہ فاختہ

دیوان غافل

باندھ رکھتے ہین دل وحشی کے پیرو بیڑی
تنگ آیا ہون تری زلفون کی زنجیرون کے ہاتھ

تا نہ کہلا بھیجین پیغام زبانی عاشقان
بھیجتا ہی وہ جواب نامہ بھی تیرون کے ہاتھ

دم بدم درد محبت اور بھی بڑھتا گیا
جا پڑا ہون کن طبیبون کی مین بے پیرون کے ہاتھ

خاک و خون مین دست و پا مارا کیے تک دیر
دامن قاتل نہ آیا تو بھی نخچیرون کے ہاتھ

آرزو مین جو ہم آغوشی کے تیرے مر گئے
گور سے باہر رہینگے ان جوانمردون کے ہاتھ

عاشق حیران کا تیرے کیا جنازہ لیگئے
پیٹنے کے واسطے اٹھتے ہین تصویرون کے ہاتھ

قتل مین بھی میرے کیا مرنا تجھے منظور ہی
مجھپہ گن گن کر لگاتا ہو جو شمشیرون کے ہاتھ

ایسا ساحر ہو وہ ای غافل بقول مصحفی
باندھ رکھے ایک تار زلف مین پریون کے ہاتھ

گھورتی ہی کسطرح تصویر پشت آئینہ
مجھسے کیا ایسی ہوئی تقصیر پشت آئینہ

اپنے خط کا مین نے کاغذ جو دیا اسپر لگا
پڑھ کے وہ حیران ہوا تحریر پشت آئینہ

زانوے خوبان سے ہم بھی رہتے چسپان ہر گھڑی
کاشکے ملتی ہمین تقدیر پشت آئینہ

حسرت دیدار مین اسکے جو مین بسمل ہوا
خون میرا ہوگا دامنگیر پشت آئینہ

خزاں ملے جو مری طرح اسکے جلنے میں ... تو آگ سے نہ کبھی پھر رخ کباب پھرے

جو کھولے محرم آب رواں کو تو لپٹ ... عدم کو جاتے ہوے راہ سے حباب پھرے

عدو سے طالع برگشتہ کے عجب کیا ہی ... جو کوے یار سے قاصد مرا شتاب پھرے

اٹھے جو یار کے رخسار آتشیں سے نقاب ... تو حشر کو نہ ادھر روے آفتاب پھرے

شب وصال جو آہستہ چلنے کو کہیے ... تو ضد سے میری فلک اور بھی شتاب پھرے

جو تیری چشم کا قاضی کو بھی اشارہ ہو ... بغل میں داب کے ہوے شیشہ شراب پھرے

وہ آ کے فاتحہ پڑھنے جو بعد مدت کے ... مری لحد سے یہ نکلی صدا شتاب پھرے

بدل بہار سے ہوئے خزاں گلشن عمر ... جو پھر بھی جا کے کبھی موسم شباب پھرے

کہیں تو دفن ہو فرہاد اور کہیں مجنوں ... نہ کوہ و دشت میں روتا ہوا سحاب پھرے

چکور گھی کے جلائے چراغ دریا پر ... جو تجھسے دل مرا اے رشک ماہتاب پھرے

سوال سنکے مرا آپ ہیں عبث خاموش ... یہ وہ گدا نہیں جو در سے بے جواب پھرے

وہ لالہ روپئے گلگشت باغ آیا ہی ... ہزار شکر کہ دن تیرے اے گلاب پھرے

خیال جسکا کہ بیداری میں ہی ہر دم ... اسی کی آنکھوں میں صورت میاں خواب پھرے

صحرا مین میرے خضر کا پڑتا نہین قدم
جب تک نہ آگے آگے کوئی رہنما چلے

گردن کشی ملاتی ہی انسان کو خاک مین
بہتر ہی آدمی جو ذرا سر جھکا کے چلے

بجلی کے تیری جنبش ابرو مین ڈھنگ ہین
کیا خاک اُسکے سامنے تیغ قضا چلے

کیا دور داد خواہی کو صحرائے حشر مین
قاتل کے ساتھ گرم الاشہ چلا چلے

تکتے ہین منہ ہر ایک کا محفل مین اسلیے
ہم بھی کہین کچھ اُس سے جو ذکر وفا چلے

جور بتان ہند سے غافل تنگ ہون
مین تو ابھی چلون جو کوئی کربلا چلے

عبث وہ شرمگین رہتا ہی اب ستو انکھون سے
گرے روتے روتے یہان جاتا رہا ہی نور انکھون سے

لڑاتے ہین ستارے انکھ اُن مخمور انکھون سے
کیا ہی شرم کے پردے کو شاید دور انکھون سے

کیا ہی قتل اک عالم کو جنکے لال ڈورے نے
خداوندا بچانا مجکو اُن مخمور انکھون سے

چڑھے وہ غیرت شمع تجلی گر نظر تیری
ابھی گر جائے ای موسیٰ چراغ طور انکھون سے

دل صافی کا گر ہو پاس میخانے مین ساقی کو
اُٹھانے ریزہ ہائے ساغر بلور انکھون سے

کیا ہی مین نے طی اک گام مین راہ حقیقت کو
قدم میرے لگائین شبلی منصور انکھون سے

بے قد یار آنکھوں میں یہ سرو باغ ہے	سولی کھڑی ہو جیسے گنہگار کے لیے
وہ بت ہے تو کہ آنکھ کی تپلی بنا ہے	آنکھوں کے ڈورے ہوں ترے زنار کے لیے
دیکھا ہے جیسے حلقۂ عشاق تیرے گرد	حلبی ہے شمع گرمی بازار کے لیے
جیسے تکلف ہیں تو درمیان نہیں	میرے لیے ہے یار تو میں یار کے لیے
روئے صبا پہ کب در گلزار بند ہے	راہیں کھلی ہوئی ہیں طلبگار کے لیے
دیوانہ پیرہن نکرے چاک کیا کرے	کچھ مشغلہ ضرور ہے بیکار کے لیے
یارب ہماری آنکھ کا پردہ پسند ہو	درکار ہے نقاب رخ یار کے لیے
مرتا ہوں میں تو حلقۂ گیسو کے رشک سے	بوسے ہزار ہا ترے رخسار کے لیے
اللہ رے جذب عشق کہ بادِ صبا کے ساتھ	گل اڑ کے آئے مرغ گرفتار کے لیے
مجنوں بغیر کون ہے لیلی کا قدرداں	مطلوب ہے جہاں طلبگار کے لیے

خلوت سرائے خاص میں غافل کا ہے گذر
پردا نہیں ہے محرم اسرار کے لیے

وہ جوش نوجوانی اب کہاں ہے	نہ وہ نالہ نہ وہ شور و فغاں ہے

یہ شاخ گل ہے یا تیغ دو زباں ہے
گلستاں یار میں نقش ہے جو بجاں ہے
گریباں ماہ نو ہے تکمۂ اختر
قبا کا چاک اپنی کہکشاں ہے
بجا کہتے ہیں خورشید پیدا ست
ترے گھر کا ادنی پاسباں ہے
یہ مشہور ہے گم ہو شے سے عنقا
ہماری بے نشانی ہی نشاں ہے
ترے وہ حسن کا جلوہ ہے جس سے
زمیں اوپر پری رو سے آسماں ہے
یہ ثریا ہیں تیری تحریر میں دیکھ لیں
نمایاں تن سے موئے زلف وہ ہے
لطافت میں نہیں لب وہ دہاں ہے
وہ خال لب نہیں ہم دہاں ہے
خموشی کا سبب ہم عیاں ہے
کہ جسم نازکی ابھی گراں ہے
کوئی نازک بدن ایسا کہاں ہے

تمہ صد چاک مانند کتاں ہے
[illegible]
[illegible]

شب جدائی کا مجکو کھٹکا زبسکہ روز وصال بھی ہے
اگر ہی رنگ نشاط منھ پہ تو دل مین کچھ کچھ ملال بھی ہے

ہوئے ہین جون خار شانہ لاغر بدن مین کچھ اپنے حال بھی ہے
وہ گل تو زلفین بنا رہا ہو اُسے ہمارا خیال بھی ہے

ثبات کار جہان ہو کیونکر زمانے کا ایک حال بھی ہے
عروج ہی تو نزول بھی ہو کمال ہے تو زوال بھی ہے

یقین یہ ہو کہ آجکی شب فلک نہ چھوڑیگا مجکو جیتا
جو کہکشان ہے سنان سنبھالے تو تیغ بر کف ہلال بھی ہے

نہ پوچھو جو کوہکن پہ گذری سنا ہی ہو ئیگا حال اُنکا
یہ سچ کہا ہو کہ عشق بازی نہین ہے آسان محال بھی ہے

کدھر گیا ہے خیال تیرا کہان ہوا ہے شاخ یاسمن تو
سمجھ گئے دعوی ناز کی کر چمن مین وہ نونہال بھی ہے

عجب نہین اسکا زشت رو بھی جو آپکو جانے خوبصورت

گدائے ناچیز ہین ہمارا خیال آتا ہی کب کہ اسکو
جو کبر جاہ و جلال ہی تو غرور حسن و جمال بھی ہی

نہ خواب و خور کا ہی دھیان مجکو نہ تن بدن کا ہی ہوش ناصح
خیال جانان مین محو ہون مین مجھے کچھ اپنا خیال بھی ہی

فتادگی سے غبار رہ کو ملی ہی اوج ہوا پہ جاگہہ
جو آپ کو جانے سب سے ناقص برابر اسکے کمال بھی ہی

پھنسے ہین کتنے ہی طایر دل تمھارے نینو کے پیرہن مین
غرض کہ راحت ہوا یہ مجکو قبا بھی ہی اور جال بھی ہی

مثال خورشید آسکے منھ پر نظر ٹھہرتی نہین ہی اصلا
لڑا سکے اس سے آنکھ کوئی کسیکی اتنی مجال بھی ہی

برنگ ماہی کسی نے مجکو کیا تھا جو رنگ کیا عدم مین
جو زخم شمشیر ہی بدن پر تو خلق میرا حلال بھی ہی

گدائے نظارہ باز ہون مین جو پاس رکھتا ہی دولت حسن

اس سرائے دہر میں ہر دم مقام و کوچ ہے
کوئی بیٹھا ہے کوئی پا در رکاب استادہ ہے

اسکے روئے حیرت افزا کا پڑا ہے جب کے عکس
مثل آب آئینہ دریا کا آب استادہ ہے

بیٹھنے کا حکم کب ہے محفل خوبان کے بیچ
دست بستہ سامنے ہر شیخ و شاب استادہ ہے

آفتاب صبح جسپر روز ہوتا ہے فدا
کیا یہ اسکا خیمۂ زرین طناب استادہ ہے

گر نہ اسکے سامنے گردن جھکا دو کیا کرون
قتل پر میرے وہ سرگرم عتاب استادہ ہے

یہ وہی غافل ہے جو تھا کل تلک مسند نشین
آج گو اس در پہ با حال خراب استادہ ہے

نگاہ یار ہمسے آج بے تقصیر پھرتی ہے
کسی کی کچھ نہیں چلتی ہے جب تقدیر پھرتی ہے

مرقع ہے مری آنکھوں میں کیا یاران رفتہ کا
جو نظروں کے تلے ہر اک کی تصویر پھرتی ہے

ترا دیوانہ جب سے اٹھ گیا صحرا وحشت سے
بگولے کی طرح سے ڈھونڈھتی زنجیر پھرتی ہے

تری تلوار کا منہ ہمسے پھر جائے تو پھر جائے
ہماری آنکھ کب قاتل تہ شمشیر پھرتی ہے

کبھی تو کھینچ لائیگی اُسے گور غریبان پر
کہ مدت سے ہماری خاک دامنگیر پھرتی ہے

بیان کس منہ سے ہووے یار کی شیرین کلامی کا
زبان پر ابھی اتبک لذت تقریر پھرتی ہے

گر حلقۂ تسبیح مین گردن ہی کسی کی	وابستہ ہی تو رشتہ زنار سے کوئی

تنہا نہ ہمین اسمین گئے جان سے غافل
جانبر نہ ہوا عشق کے آزار سے کوئی

چمن کوچۂ جانان سے یہ کیا آتی ہی	ناز کرتی ہوئی جو باد صبا آتی ہی
ایک وہ بت نہین آتا ہی کہ مرقد پر	گو زیارت کے لیے خلق خدا آتی ہی
لیکے پیغام زبانی جو چلا ہی قاصد	بات بگڑی ہوئی کیا اسکو بنا آتی ہی
عشق نے عالم پیری مین ستایا ہی مجھے	نالہ کرتے ہوئے اس منھ سے حیا آتی ہی
کسکے مین دست نگارین کا ہون زخمی یارب	ہر گل زخم سے جو بوے حنا آتی ہی
جی مین آتا ہی مسیحا سے مین پوچھون جا کر	مرض عشق کی بھی تجکو دوا آتی ہی
صبح کسطرح سے ہوگی شب ہجور فراق	نہ تو نیند آتی ہی مجکو نہ قضا آتی ہی
کسطرح قافلہ ملک عدم کو ڈھونڈین	نقش پا ملتے ہین نہ بانگ درا آتی ہی
چھوڑ جاتا ہی وہ جب گھر مین اکیلا مجکو	در و دیوار سے رونے کی صدا آتی ہی
یاد گیسو مین الجھتا ہی سر شام سے دل	رات کیا آتی ہی اک سر پہ بلا آتی ہی

گفتگو زلف کی اسکی جو کبھی آتی ہے
بات کرنے مین زبان میری الجھ جاتی ہے

پیچ سے گر تری کاکل کے نکلتا ہو کوئی
زلف پھر دام مین اپنے اسے الجھاتی ہے

پوچھتے کیا ہو تم اس خاک کے پتلے کا ثبات
جیسے تصویر گلی ننکے بگڑ جاتی ہے

بحث نالے کی کیا کرتا ہے سے مجنون
اپنے دیوانے کو لیلی نہین سمجھاتی ہے

کسکے مجموعۂ خاطر کو کریگی برہم
الجھے بالون کو ترے کنگھی جو سلجھاتی ہے

ناقبولی سے ہون مردود زمین مین پر گ
میرے مردے کو تو مٹی بھی نہین کھاتی ہے

بیستون کاٹ کے فرہاد نے یون دل سے کہا
اور کیا دیکھیے شیرین مجھے فرماتی ہے

ہین وہ میکش ہون کہ گلزار مین جسکی خاطر
اڑکے میخانے سے ہر شب بط مے آتی ہے

کون فریاد اسیران جفا سنتا ہے
ہم بھی غل کرتے ہین زنجیر بھی چلاتی ہے

عرش پر وہ ازدن مین تھے ہم بھی کبھی ای غافل
اب تو لے بال و پری ٹھوکرین کھلواتی ہے

تجھسے محبوب جو وقت بگڑ جاتی ہے
مرتے بن آتی ہے اور کچھ نہین بن آتی ہے

بو کسی زلف معنبر کی مگر لاتی ہے
ناز کرتی ہوئی جو باد صبا آتی ہے

پست کرتی ہی بگولے کو بلندی آخر — سرکشی خاک مین ہر ایک کو ملواتی ہی
زرد ہوتا ہی کبھی چہرہ مرا گاہ سفید — رنگ کیا کیا مجھے الفت تری دکھلاتی ہی

ملک رفانی سے ہین دار بقا کو غافل
ایک ہی لغزش پا مستی مین پہونچاتی ہی

محفل عشرت بھی خوش آتی نہین اسکے صلا مجھے — یاد دلواتے ہین اُسکے ساغر و مینا مجھے
دو گھڑی بھی چین بن اسکے نہین آتا مجھے — میری بیتابی کریگی ایک دن سودا مجھے
جسنے جرم دوستی پر جان سے مارا مجھے — حیف وہ اتنا نہ سمجھا سب کہینگے کیا مجھے
کھینچتا ہی جوش وحشت جانب صحرا مجھے — خانۂ زندان مین بھی مشکل ہوا رہنا مجھے
آگئی پہلے ہی دل پر نا امیدی سے شکست — مانگتا عقبیٰ ہی مین ملتی اگر دنیا مجھے
نہ سزاوار جہنم ہون نہ شایان بہشت — حق تعالے نے کیا ہی کس لیے پیدا مجھے
مین ہون مجبور ازل اسکا تعجب کچھ نہین — ساتھ سونے گر نہ دیوے صورت دنیا مجھے
تیری چشم سرمہ سا کی ہین جو یاد شبیہہ — خوش بہت آئی چمن مین نرگس شہلا مجھے
ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھر کر آہ بجاتا ہون مین — یاد آتا ہی جو وصل موسم سرما مجھے

87

سرگذشت سوز ہجران کا نہ پوچھو ماجرا | جسکو سنکر کان جل جاتین یہ وہ افسانہ ہی

آمد آمد ہی الٰہی آج کس مہ وش کی | مثل چشم منتظر ہر چوب در میخانہ ہی

وہ بگڑ بیٹھے ہین جیسے آپنی ہی جان پر | ہم یہان مرتے ہین اور ان کا یہ مشتاقانہ ہی

دست و پا کا خون مین بھرنا ہی شغل عاشقان | کٹکے سر گرنا زمین پر سجدہ شکرانہ ہی

نعمت خوان سلیمان کی نہین مجکو ہوس | مور قانع کی طرح خرمن مجھے یکدانہ ہی

جلد کر جاتے ہین عاشق بحر ہستی سے عبور | شمع روشن بادبان کشتی پروانہ ہی

موج زن دریا می ہی اسقدر خمخانے مین | صورت گرداب گردش مین ہر اک پیمانہ ہی

دور کرتا ہی جو خط سبز کو عارض سے تو | کیا ریاض حسن مین یہ سبزہ بیگانہ ہی

واہ ای غافل سمجھ رکھ قمار عشق مین
جان کی بازی ہی یہان کیا بازی طفلانہ ہی

حور کو کہتے ہین خوش چہرہ بھلا کس روسے | آنکھ سی آنکھ نہ گیسو ہین ترے گیسو سے

دولت حسن کے جانے کا نہ کر تو افسوس | ہاتھ آتی نہین جو چیز نکل گئی قابو سے

جیسے تن پھونک دیا آتش فرقت نے مرا | آگ کا شعلہ نکلتا ہی ہر ہر مو سے

ہمنا نگی یار کا حاصل ہو تب مزا
جب درمیان سے شرم کی دیوار ٹوٹ جاے

کنج قفس مین آج پھڑکتا ہے بیطرح
بازو ترا نہ مرغ گرفتار ٹوٹ جاے

وہ بے نصیب کشتیون مین تر ہون مین
باری مری جو آئے تو تلوار ٹوٹ جاے

لیکر بغل مین شیشہ کو چلا ہے شیخ
کیا سیر ہو اگر سر بازار ٹوٹ جاے

گاہک کئی ہین آئینۂ دل کے اندلون
جھگڑا چکے جو بیش خریدار ٹوٹ جاے

کیون سیب ل عزیز رکھون چشم یار سے
ڈر ہے یہی نہ خاطر بیمار ٹوٹ جاے

اسلام کا ثبوت ہوا ای شیخ کفر سے
تسبیح ٹوٹ جاے جو زنار ٹوٹ جاے

تڑپے نہ وقت ذبح یہ ہم جی مین سوچکر
ایسا نہو کہ خنجر خونخوار ٹوٹ جاے

چمکین ہین یون زمین پہ مردانہ ہاے تنگ
جسطرح موتیون کا کہین ہار ٹوٹ جاے

ہم وہ ہین بے ثبات کہ گل سے ہماری طرف
سو بار گر بنائین تو سو بار ٹوٹ جاے

بسمل کی طرح تڑپے ہے دل کیا عجب اگر
تار رفوے سینۂ افگار ٹوٹ جاے

توڑو نگانہ مین رشتۂ الفت کو زینہار
تیری طرف سے ٹوٹے تو اپنی یار ٹوٹ جاے

لکھون شکستگی پائی کا اپنے جو ماجرا
پاے قلم وہین دم رفتار ٹوٹ جاے

پھر گئی آ کے لیلی ای مجنون | کتنی برگشتہ تیری قسمت ہی
کوہکن آپکو ہلاک نہ کر | مار پرویز کو جو عبرت ہی
آب و دانے کی فکر مین شب و روز | آسیا زیر گرد کلفت ہی
جھک کے چلنا یہان کمینون سے | یہ بھی اک تمغۂ شرافت ہی

سچ کہا ہی کسی نے ای غافل
تندرستی ہزار نعمت ہی

چھٹ پنے ہی مین یار آفت ہی | کچھ بڑھا قد تو پھر قیامت ہی
ایک دل جسپہ لاکھ آفت ہی | درد ہی داغ ہی جراحت ہی
کر نہ غفلت مین تو بسر اسکو | ایک دو دم کی یہ جو مہلت ہی
مرگ پر کیا کسی کے روئین ہم | دل کے ماتم سے کسکو فرصت ہی
ناز و انداز یہ پری مین کہان | ہمنے مانا وہ خوبصورت ہی
پڑ گئے جسم پر نشان نگاہ | گل مین کب اسقدر نزاکت ہی
دم آخر نہ جاؤ بالین سے | کر لو رخصت کہ وقت رخصت ہی

مین وہ ہون گنہگار نہ چھوڑے مجھے قاضی
جب تک نہ لہو درۂ تعذیر سے ٹپکے

زخمی ترا مر جاے اگر پیاس کے مارے
اک قطرہ نہ آب دم شمشیر سے ٹپکے

پڑ جاے اگر حسن جوانی کا ترے عکس
اغلب ہی کہ جوبن تری تصویر سے ٹپکے

دن رات جو رہتا ہی کرم ابر بلا کا
جس گھر مین رہون وہ مری تقدیر سے ٹپکے

جب دیکھتے ہین سیب کو ہم یاد ذقن مین
کہتے ہین یہ میوہ کسی تدبیر سے ٹپکے

کیا کیا نہ اسیری مین ہوا حال ہمارا
آنسو نہ کبھی دیدۂ زنجیر سے ٹپکے

مین وہ ہون وفادار اگر ذبح کرے تو
جم جاے لہو اور نہ شمشیر سے ٹپکے

لکھا ہی تمناے شہادت مین اسے خط
خون کیون نہ مرے نامے کی تحریر سے ٹپکے

ہم وصف کیا کرتے ہین شیرین دہنون کا
رس کیون نہ ہمارے لب تقریر سے ٹپکے

لکھتا ہون صفت پنجۂ رنگین کی عجب کیا
گر رنگ حنا خانۂ تحریر سے ٹپکے

بے یار وہ برسات مین پیکان سے نہین کم
پانی کی کوئی بوند جو تعمیر سے ٹپکے

غافل کی یہ طاقت ہی کہ آنکھ اس سے ملاے
جب زہر نگاہ بت بے پیر سے ٹپکے

چشمۂ کہسار ہی روتے نہین ہین آج تک
داغ ہی لالے کے بھی دل مین غم فرہاد سے

رخصت پرواز تا بام قفس ہلوندی
مرتے مرتے جی مین یہ شکوہ رہا صیاد سے

طائر رنگ حنا کی طرح مین حیرت اسیر
مخلصی ممکن نہین جسکی کف صیاد سے

گھات مین سبکی لگا رہتا ہی صیاد اجل
طائر جان بچ نہین سکنے کا اس صیاد سے

موج زن دیکھے خضر گر آب تیغ یار کو
ہاتھ دھو بیٹھے بقاے عمر بے بنیاد سے

اسنے کھینچی تھی یہ کسکی تیغ پر خون کی شبیہ
خون ٹپکتا ہی جو اب تک خامۂ بہزاد سے

خاک تو اڑ جائیگی اور دم ہوا ہو جائیگا
آدمی غافل ہی کیون اس جسم خاک و باد سے

کیا لگی ہی آگ میرے نالۂ فریاد سے
جو دھوان سا اٹھ رہا ہی خانۂ صیاد سے

چاہیے نالان نہونا یار کی بیداد سے
ہر ستم پر آفرین نکلے لب فریاد سے

عشق ہوتا گر اسے تیرے قد آزاد سے
ٹٹنے پاتا کب الف پیشانی آزاد سے

فصل گل مین دیکھکر خالی ہمارا آشیان
گر پڑے آنسو چمن مین دیدۂ صیاد سے

میرا اڑنا تو قفس سے ای صبا معلوم ہی
رنگ اڑ سکتا نہو جب ہشت صیاد سے

حدیقہ ہے اگر وہ روے خندان
تو آنکھین کم نہین عین الیقین سے

رگ جان سے بھی جو نزدیک تر ہو
اُسے کیا دیکھے کوئی دوربین سے

گریبان مین رکھا رضوان نے لیکر
گرا جو پھول اُسکی آستین سے

رکھین اُس پر جو تیرا کوہ تمکین
نہ اُٹھے پھر زمین گاؤ زمین سے

ترے دل سوختہ ہین دفن جس جا
نہین اُگتا ہے سبزہ اُس زمین سے

فلک کیا پاس رکھتا ہے جو مانگین
ملا بھی ہے خزانہ تو زمین سے

رخ روشن پہ یہ زلفین نہین ہین
دھوان اٹھتا ہے بحر آتشین سے

ستارے گم ہوے خورشید نکلا
عرق جب یار نے پونچھا جبین سے

چمن مین کسنے پردہ رخ سے اُلٹا
جو سارے گل ہین غافل یاسمین سے

عرق ٹپکا جہان اُسکی جبین سے
ہوا الماس پیدا اُس زمین سے

زمین و آسمان ہل ہل گئے ہین
شب فرقت مری آہ حزین سے

خدا کے واسطے اب تو اُٹھا دے
حیا کا پردہ روے شرمگین سے

تب اتارا پیرہن اُس قاتل بے پیر نے
جب کیا قصد گریبان خون دامنگیر نے

کیون ترا دیوانہ زندان سے قدم باہر رکھے
جا اُسی آنکھون مین دی ہی حلقۂ زنجیر نے

آہ سے میری حذر لازم ہی اے آہن دلو
بارہا توڑی ہی فولادی سپر اس تیر نے

ہاتھ سے قاتل کے ہم بچتے نظر آتے نہین
بیطرح تاکا ہی چشم جوہر شمشیر نے

وای حسرت رہگیا اک تیر کھا کر دور سے
صورت صیاد بھی دیکھی نہ اس نخچیر نے

آتش حسرت مین کیا کیا رات پروانے جلے
جب زبان شمع کو منھ مین لیا گلگیر نے

تیری آنے کی شب ہجران مین کچھ خاصیت نہین
مار ڈالا ای اجل ہمکو تری تاخیر نے

ایک جا نقشہ جو کھینچا عاشق و معشوق کا
لے لیا آغوش مین تصویر کو تصویر نے

ہر دہان رخنہ ہی غفلت پہ تیری خندہ زن
بے بقا سمجھا ہی ای منعم تجھے تعمیر نے

بات کر سکتا ہی تجھسے کون ای جادو بیان
کر دیا ہی بند عیسی کو تری تقریر نے

جب تلک کھینچے ہی کھینچے تیغ وہ رہزن تھا
ذبح کر ڈالا اسنجاف سرخ کی تحریر نے

گور مین بھی جا سے آسایش نہ ای غافل ملی
اسقدر چکر مین رکھا گردش تقدیر نے

وہ تو کہتا تھا الٰہی وہ رہے مشہور تم
عشق مین اپنے تو ہم بھی کم نہین مشہور سے

آفتاب چشمہ مین آ کے چھپا جائیگا
بادہ کش خوگر ہین ایسے سایۂ انگور سے

مر گئے پر بھی ہے یہ شوق ہم آغوشی ہمین
وصل کی لذت اُٹھاتے ہین فشار گور سے

ناز معشوقی اسے کتنے ہین ہوتے کر لیے
ابتک آتی ہے صدائے لن ترانی طور سے

آگ شاید خانۂ دل کو لگا دی آہ نے
جو نکلتا ہے دھوان ہر روزن ناسور سے

یاد مین چشم خمارین کی ترے جو مست ہین
خلد مین ساغر نہین لیتے وہ دست حور سے

گول بازو مین اگر اُس کے سمانے مین ڈھلے
ساعد سیمین بھی ہین ترشے ہوئے بلور سے

کون سیکشن دفن ہے زیر زمین جسکے لیے
مے جھلک جاتی ہے اکثر ساغر مسمور سے

بعد مردن دفن کرنا نرگستان مین مجھے
عشق ہے مجکو کسی کے نرگس مخمور سے

کھائے ہین نیش ملامت ہمنے تیرے عشق مین
کم نہین سینہ ہمارا خانۂ زنبور سے

حامل ناز بتان غافل ہمین سے لوگ ہین
یہ نہین وہ بار جو اُٹھے ہر اک مزدور سے

دے مجھے اک جام ساقی اُس مے پر زور سے
شعلہ مجمر سے جو گذرے سر مخمور سے

پانی کی چادر اُسپہ چڑھتا ہی سیل اشک
جس جا بنی ہی قبر ترے تشنہ کام کی

دے کون داد اُسکی بیداد کی یہان
کسکو ہی بادشہ سے مجال انتقام کی

وہ آفتاب حسن جو اُلٹے نقاب کو
ہو برج حمل نبے وہین مہتابی بام کی

وہ بت ہی تو کہ خاصہ درگاہ کبریا
رکھتے ہین آرزو ترے دیوان عام کی

طفلی ہین ہو بے لینگے زنخدان یار کے
درگذرے پختگی سے ہم اس سیب خام کی

بے جوہرون کو خوار ہی رکھتا ہی آسمان
تیغ گلی کو کب ہوئی حاجت نیام کی

آتے ہی اُسکے دست نگارین بیں دیکھنا
سادی انگوٹھی ہو گئی مینے کے کام کی

خون جگر فقیر نہ کھائے تو کیا کرے
لذت ہی کب طعام مین ترک طعام کی

اے ناقہ ران نہ قیس کو زنجیر سے جکڑ
کافی ہی اسکے واسطے رسی زمام کی

اللہ رے جنون گل کہ دبستان شوق مین
بلبل نے اک سبق مین گلستان تمام کی

کیا چپ مراقبے مین ہوا خانقہ نشین
آتی ہی تنکدے سے صدا رام رام کی

سودائی گر لقب ہی تو مجنون خطاب ہی
دیوانہ مشربون کو نہین قید نام کی

پھندون مین اسکے ہوتے ہین جو مرغ آشنا
کرتی تری نبی ہی مگر تار دام کی

ملی ہو مری خاک ریگ روان مین — موے پر بھی مجکو تری جستجو ہی

ہم اپنی ہین نازک مزاجی سے شاکی — گلہ کریے کیونکر کہ وہ تند خو ہی

لگایا تھا کیون ہاتھ دامن کو اسکے — اسی شرم سے جیب مین سر فرو ہی

موے پر بھی منھ اس گلی سے نہ موڑا — کہ خاک مرا مرا قبلہ رو ہی

تری یاد مین مست رہتا ہی غافل — نہ مطرب نہ ساقی نہ جام و سبو ہی

وہ ظالم جب کوئی تازہ ستم ایجاد کرتا ہی — تو اپنے عاشقون مین پہلے ہمکو یاد کرتا ہی

سزا ہی دل لگانے کی جو وہ بیداد کرتا ہی — گنہگارون کے اوپر رحم کب جلاد کرتا ہی

مین وہ واماندہ ہون ہر ایک جسکو یاد کرتا ہی — جرس کی طرح سارا قافلہ فریاد کرتا ہی

ہیان عاشق و معشوق یکرنگی بڑی چیز ہی — نہین گل توڑتا بلبل پہ تو بیداد کرتا ہی

بنا کر نقش شیرین کوہکن فخر یہ کہتا تھا — ہمارا تیشہ کارخانۂ بہزاد کرتا ہی

بہار تازہ یارب کن اسیرون کو دکھائیگا — ہمارے خون سے جو رنگین قفس صیاد کرتا ہی

خفا ہوتا ہی اے بت کیون ہمارے شور نالے سے — ہر اک وقت مصیبت مین خدا کو یاد کرتا ہی

آسنے ہنس ہنس کے ہمین ٹال دیا ای غافل
ہمنے ہر چند کہا حال پریشان رو کے

تن پر جو گل اندامون کے بھی پرہنی پڑی ہی
کس دست نگارین مین یہ پھولون کی چھڑی ہی

صحرا محبت کی وہ منزل یہ کڑی ہی
وحشت سے یہان خضر کو بھی جی کی پڑی ہی

ہر پردہ مشبک ہی جو بادام کے مانند
کسکی صف مژگان سے تری آنکھ لڑی ہی

کیا کہیے جدائی کا شب وصل مین قصہ
یہ رات تو چھوٹی ہی کہانی وہ بڑی ہی

تصویر خیالی کو مگر عشق ہی ہمسے
جب دیکھیے تب سامنے آنکھون کے کھڑی ہی

کیا سنبل و ریحان کو خط زلف سے نسبت
وہ طرفہ ہی بوٹی تو عجائب یہ جڑی ہی

فریاد کی آتی ہی صدا سینہ سے ہر دم
میرا دل نالان ہی کہ انگریزی گھڑی ہی

تھا ذکر ابھی تیرا کہ اتنے مین تو آیا
ای قاصد معشوق تری عمر بڑی ہی

بو خون کی جو آتی ہی مجھے تیری گلی سے
کیا آج وہان تازہ کوئی لاش گڑی ہی

تنہا نہین بیٹھے ہین ای بت ترے در پر
اک خلق خدا ہی کہ وہ مشتاق کھڑی ہی

مہمان دم چند ہون اب دیر نہ کر تو
آ جلد کہ سینے مین مرے سانس اڑی ہی

ابتدا ہی مین دکھائی عشق نے کیا انتہا | دل کے لگتے ہی جو منہ پر مردنی سی چھا گئی
جل نہ جائے سبزۂ تربت ہمارا کسطرح | جو گھٹا آئی وہ انگارون کا منہ برسا گئی
تیشہ مارا سر پہ جب فرہاد نے نکلی صدا | جان کا کچھ غم نہین محنت یہ سب بیجا گئی
آپ تو جاکر ملی ہو عرش پر وارون مین روح | اور مجھے رگہاے تن کے دام مین الجھا گئی
کون دریاے محبت سے اتر سکتا ہی پار | کشتی فرہاد آخر کوہ سے ٹکرا گئی
کیونکہ وا اسکی توقع ہو دل پژمردہ کو | وہ کلی گل کی کہین کھلتی ہی جو کمھلا گئی
شمع سے دیتا ہی نسبت تو جو روے یار کو | کیا تری آنکھون مین ای پروانہ چربی چھا گئی

عاشق کامل ہی غافل تجھ سا ہرجائی نہین
پھر نہین پھرتی جدھر اسکی طبیعت آ گئی

لو لگی ہی چلی ہی اور ہوا آنا بچھڑائی ہوئی | تم جو یہان آؤ تو پھر جاے قضا آئی ہوئی
مر رہینگے زہر ہی کھاکر شب فرقت مین ہم | آج دل مین ہی یہی تجویز ٹھہرائی ہوئی
گرم ہوتا ہی جو مجھسے دمبدم وہ شعلہ رو | یہ رقیبون کی ہی شاید آگ بھڑکائی ہوئی
کہہ چکے قاتل مین حسجو یا نہ تو کرتے مین دفن | کھود کر پھینکوا نہ دے وہ لاش گڑوائی ہوئی

کم فرصتیٔ عمر پہ روتی ہی جو شبنم
دیکھی نہین کیا اسنے کہین بو و شرر کی

آتش کا جلا ہوتا ہی آتش ہی مین اچھا
جز داغ دوا اور نہین داغ جگر کی

دامن کا بھلا پوچھ کہان یار سے سنبھلا
اٹھتی نہین اُس سے تو نزاکت ہی کمر کی

مین وہ ہون سیہ بخت کہ مرقد پہ بھی جسکے
بتی عوض شمع جلاتے ہین اگر کی

باشندون سے کوچے کے ترے ہی یہی شکوہ
ہم روتے رہے تجکو کسی نے نہ خبر کی

وہ گرم رو وادیٔ الفت ہون کہ جسنے
جھاڑی ہی نہین چہرے سے کبھی گرد سفر کی

گدوے ہی جو سرخی پہ ترے لب کی تصور
حنظل مین بھی لذت مجھے ملتی ہی شکر کی

تھے جاۓ ہزارون ہی مرے دل مین تو غافل
پردا جو اُٹھا پھر نہ رہی تاب نظر کی

غازے سے فروزان رخ پر نور نہو جاے
ڈرتا ہون پری سے تو کہین حور نہو جاے

غلطانیٔ گوہر سے کھلا بھید یہ ہم پر
آغوش سے مادر کے کوئی دور نہو جاے

اپنے تو مجھے قتل کا کچھ ڈر ہی نہین لیکن
ظالم تو کہین خلق مین مشہور نہو جاے

جا سے شد و آمد ہی سینے مین دم کی
دل بھی غم و اندوہ سے معمور نہو جاے

عبث تو مجھسے وحشت اسقدر کرتا ہی ای مجنون | کہ ہم بھی تو ہین دیوانے کسی لیلی شمائل کے

فناے ہستی وہمی کا ناحق غم ہی ای غافل
خوشی ہو آدمی مٹنے سے ایسے نقش باطل کے

جسکے دلپر ہون لگے ناوک مژگان کتنے | قتل کرتے ہوئے تم بھی ہو پشیمان کتنے

یاد مین اُس گل عارض کے اگر روئین ہم | دانۂ اشک سے پیدا ہون گلستان کتنے

پشت پا توڑکے نکلا جو چبا تلوون مین | تیز اس دشت کے ہین خار مغیلان کتنے

شور زندان مین ہی زخانۂ زنجیر مین غل | اک کے مرتے ہی گھر ہو گئے ویران کتنے

چشم تر کا مری کیون ساتھ نہین دیتا ہی | ابر کے پاس تو ہین دیدۂ گریان کتنے

شوق ہی جامہ دری کا جنھین غنچے کی طرح | رکھتے ہین زیر گریبان وہ گریبان کتنے

آہن تیغ کو گلوا کے مرے قاتل نے | آج حداد سے نواے ہین پیکان کتنے

آگے دو چار کو کرتا تھا وہ زخمی پر اب | ہدف تیر بلا ہووینگے انسان کتنے

مین بھٹکتا ہوا اُس دشت مین پھرتا ہون جنون | جسکے ہر جادہ مین پنہان ہین بیابان کتنے

ایک بھی تجھسے نہ امید بر آئی میری | دل کے دل ہی مین رہے حسرت وارمان کتنے

کوئی دم کی جو ہمین اور بھی مہلت ملتی	ای اجل دید رخ یار تو کر لیتے ہم

رہبری جذبۂ اسکی نہ کی ای غافل
ورنہ مجھکو کمر یار بدقت ملتی

جھمک اُسکے رخ پر نور کی دیکھین اگر تارے
نظارے کے لیے دن کو بھی نکلین چرخ پر تارے

زمین کو بھی فلک سے ہمسری کا آج دعویٰ ہی
گرے ہین اُسپہ کفش دلستان سے اسقدر تارے

نقاب اس شعلہ رو نے گر نہین بالاے بام اُلٹا
فلک پر آج کیون بیتاب ہین مثل شرر تارے

ہماری طرح یہ بھی کیا تری صورت پہ عاشق ہین
جدھر تو کروٹین لیتا ہی چبھتے ہین ادھر تارے

چمک افشان کی اُس نو جبین کے آگے کیا ہو
شب مہتاب مین بے نور آتے ہین نظر تارے

شب فرقت مین ای مہ کسکو تجھ بن نیند آتی ہی
گنا کرتے ہین بستر پر پڑے ہم رات بھر تارے

مسی آلودہ لب مین چھپ سکین کیونکر ترے دندان
چمکتے ہین شب تاریک ہی مین بیشتر تارے

ترے آگے فروغ حسن کیا ہو اور خوبان کو
کہ بے رونق دکھائی دیتے ہین پیش قمر تارے

مرے داغ بدن چمکین نہ کیون ہر دم ای غافل
کہ اکثر جھلملانے لگتے ہین وقت سحر تارے

لطف سو طرح کے پیارے تری انکار میں ہے	وعدۂ وصل مرے ساتھ نہیں ہے تو نہو

دل شکستہ سے بھی **غافل** نہ گئی شورش عشق
وہی آواز مری چینی مو دار میں ہے

پوچھا نہ یہ پھر اُسنے کہ تیرے کہان لگی	جسکے نگاہ کی مرے دل پر سنان لگی
اک پل بھی آنکھ شب کو نہ اے بد گمان لگی	آواز تیری دل پہ جو مثل سنان لگی
تمکو نہ آگ خار و خس و آشیان لگی	داغ فراق گل مین جلے ہم قفس کے بیچ
تجکو بھی کیا چمن کی ہوا باغبان لگی	مانند خار ہمسے جو کرتا ہی کاوشین
پھر پھر کے دیکھنے وہ پس کاروان لگی	پہونچی فغان قیس جو لیلی کے کان مین
ہر گل کے پیچھے رہتی ہے ظالم خزان لگی	اتنا بہار حسن پہ مغرور تو نہو
باللہ چوٹ اُسکی مرے دل پہ یان لگی	مارا کسی نے گر گل بازی وہان تجھے
سچ کہہ کہ تجکو کسکی نظر اے جوان لگی	حال تباہ دیکھ مرا پوچھتے ہین لوگ
تالو سے ایک دم بھی نہ میری زبان لگی	کرتا رہا زبسکہ مین نالہ شب فراق
خنجر لگا کسی کے کسی کے سنان لگی	زخمی ہوے تری صف مژگان سے سیکڑون

ضعیفی مین ہر اک اہی تو اہی کہنے لگتا ہے
عجب کیا ہے اگر ہووے کلام پیر ہمیشی

الف کی شکل ہے غافل نگاہ راست بنیان مین
کمان کش کا مرے ہرگز نہ سمجھو تیر بے معنی

اب بس قافلہ جز شور و فغان کیا کیجے
پانون اٹھتے نہین اے ہمسفران کیا کیجے

قصۂ گیسوے پر پیچ بیان کیا کیجے
ہر سر حرف الجھتی ہے زبان کیا کیجے

کوہ پر تیشۂ فرہاد سے آتی ہے صدا
دب گئے ہاتھ تہ سنگ گران کیا کیجے

یار دامن سے نہ جب آن کے پوچھے آنسو
شمع کی طرح سے پھر اشک روان کیا کیجے

آخر کار تو مٹ جائینگے مانند حباب
ایکدم کے لیے تعمیر مکان کیا کیجے

ایک چادر کے سوا کام نہ کچھ آئیگا
خاک مین جمع یہ اسباب جہان کیا کیجے

ہمنے چاہا تھا کہ کچھ حال دل اس سے کہیے
نہ کھلا وصل کی شب قفل دہان کیا کیجے

کو بکو اسنے جوانی مین کیا ہے رسوا
عشق کو عالم پیری مین نہان کیا کیجے

جبکی صورت سے نہو حور و پری کو نسبت
عقل حیران ہے کہ پھر اسپہ گمان کیا کیجے

دم گفتار چلا آتا ہے رونا غافل
ماجرا عمر گذشتہ کا بیان کیا کیجے

مے خوردہ جو وہ نرگس شہلا نظر آئے
تو صبح گلستان کا تماشا نظر آئے

ہین اُس سے مژہ برش شمشیر کا پوچھون
بسمل جو ترا کوئی سسکتا نظر آئے

پیراہن آبی مین چمکتا ہے وہ تن یون
جس طرح سے گوہر تہ دریا نظر آئے

دیکھا تجھے اک بار بھی جسنے وہ کہے ہے
یارب مجھے اب تجھ نہ کیسا نظر آئے

موقوف نہین طور ہی پر جلوۂ معشوق
ہم دیکھنے والے ہین وہ جس جا نظر آئے

اُٹھ جائے جو غفلت کا در چشم سے پردہ
اس آئینۂ دل ہی مین کیا کیا نظر آئے

طالب ہون مین اُس جنس کا بازار جہان مین
کوئی بھی خریدار نہ جسکا نظر آئے

ہم بے طلب یار نجائین کبھی **غافل**
ہمکو در فردوس بھی گر وا نظر آئے

کیا ہے مین نے یہ داغ دل مضطر کو سینہ سے
ندیکھا ہوگا تجھسے آج تک اخگر کو سینہ سے

نہین لکھتے ہین خط مین شورش دل اسکو ہم
کہ ہے کچھ کچھ شباہت تیرے بال پر کو سینہ سے

وہ خون بیگناہان ہے یقین ہے سرخ ہو جائے
جو پوچھین ہم صیقل بھی ترے خنجر کو سینہ سے

تن پر سوز کی گرمی سے آخر آگ لگ اٹھی
نہ بھرنا تھا ہمارے بالش و بستر کو سینہ سے

لوٹتا جاے اگر دامن جانان اسیر
سبزہ تربت کا مرے خار مغیلان ہوجاے

یار بن جام اگر ہاتھ مین لون ای غافل
موج مے میرے لیے خنجر بران ہوجاے

مرجان ہی لب یار ذرا کم نہین اس سے
گلبرگ بھی کیسے تو صفا کم نہین اس سے

کیون دام بناتا ہی تو میرے لیے صیاد
مجکو شکن موج ہوا کم نہین اس سے

بلبل ہی کے نالے سے مجھے رنج نہین ہی
غنچے کے بھی کھلنے کی صدا کم نہین اس سے

کمخواب کی چپکن کی نہ ترغیب دے ای حرص
تن پر مرے داغون کی قبا کم نہین اس سے

یاقوتی شب وصل مین کیا چاہیے مجکو
بوسے مین ترے لب کے مزا کم نہین اس سے

فرہاد کا خون پنجۂ شیرین سنے کیا تھا
تیرے بھی تو ہاتھون کی حنا کم نہین اس سے

بستر گل ہی جو وان پہلوے جانان کے تلے
فرش پامالون کا ہی بیابان بھی تیغ عریان کے تلے

جاے آرام نہین گنبد گردان کے تلے
دم لیا ہی تو دم خنجر بران کے تلے

باغبان نے جو نہ دی رخصت پرواز چمن
روکے ہم رہگئے دیوار گلستان کے تلے

قافلہ والون سے کیونکر جا ملون مین ناتوان
گردباد رہروان ہے سد اسکندر مجھے

اے فرشتو دفتر عصیان ابھی رکھو پرے
کھولنے دو پہلے اپنے خون کا دفتر مجھے

ہر در و دیوار سے شکل اسکی آتی ہے نظر
کم نہین ہے آئینہ خانے سے اپنا گھر مجھے

دل کے ٹکڑون کی پریشانی کا مجکو غم نہین
جمع اب کرتا ہے یہ گنجینۂ ابتر مجھے

میرے تن پر او رہی دو چار داغون کی جگہ
اپنے بھی تو داغ دے اے لالۂ احمر مجھے

چاہیے اب ہجر کے صدمون کا مین خوگر ہون
دیکھنا ہے ایک دن ہنگامۂ محشر مجھے

سنبھل جائے نہ قاتل کے مزاج نازمین
جانتا ہے تشنۂ آب دم خنجر مجھے

چشم سے غافل زمانے کی گرا جاتا ہون مین
عشق نے دی ہے زبس غلطانی گوہر مجھے

نشان رہا نہ مٹے ہم حباب وار ایسے
جہان سے اٹھ گئے صد حیف ایکبار ایسے

ہمارا حال نہ کچھ پوچھو تو گرفتارو
کٹے قفس مین کئی موسم بہار ایسے

نہ انکو دل کبھی دیتے اگر سمجھتے ہم
کہ بیوفا ہین یہ خوبان روزگار ایسے

کہین سے بھی نہ رہا قابل رفو افسوس
اڑے ہین میرے گریبان کے تار تار ایسے

دور سے جھلکی سی شکل ماہ نو دکھلا گئے
بسمل دیدار کو تم اور بھی تڑپا گئے

دل سے دل کو راہ ہوتی ہے یہ کیسے بن گئے لوگ
جی میں جو بات اُسنے ٹھانی یاں ہم سے کہہ گئے

سرخی عارض کو تیری گلستان میں دیکھکر
رنگ گل ایسا اڑا جو سرخ بادل چھا گئے

زیر خنجر جب ترے مذبوح نے نالہ کیا
کانپ کانپ اٹھے زمین آسمان تھرا گئے

گلشن ہستی تماشا گاہ سے کچھ کم نہ تھا
ہم بھی یہاں ملک عدم سے آکے جی بہلا گئے

ناقۂ لیلی کی جسدم نجد مین آمد سنی
بہر استقبال پہلے آہوے صحرا گئے

قصۂ گیسو کو اتنا طول ای غافل نہ دے
مختصر کر تو کہ سننے والے بھی اکتا گئے

وہ رمز کون سی تھی نہ جو سر بسر کھلی
پر اس دہن کی بات نہ ہر ایک پر کھلی

کانون مین ڈالی تونے جو زینت کے واسطے
عارض پہ تیرے خوب وہ سلک گہر کھلی

کہتا ہی کوئی مہر اسے کوئی شمع طور
ہم پر نہ کچھ حقیقت داغ جگر کھلی

دیکھا نہ دل جلون کا کوئی ہمنے سدرہ
چارون طرف ہے دیر راہ شرر کھلی

غنچہ تمام عمر چھپائے رہا اسے
ای گل ترکے چمن مین تو یون مشت زر کھلی

دیوانگان حسن کی شورش سے شہر مین
دیکھا تھا ایک دن کہین بیجا سوا ج تک
مانند آئینہ ہم ای چشم تر کھلی
سوتا ہی چھوڑ جا کے مجھے اہل کاروان

مخجل ہو کے بہاری آہ یون نالے کتنی ہو
نہ کچھ تاثیر تو نے کی نہ کچھ تاثیر مین نے کی

کٹے اوقات عسرت ہی مین ای غافل مری آ بک
جہان مین شاد کس دن خاطر دلگیر مین نے کی

شہید ناز کسیکو جو لالہ رو کرتے
ملک بھی سر کے کٹانے کی آرزو کرتے

جدا نہ دامن قاتل سے اپنا ہاتھ ہوا
یہ داغ خون تو نہ تھا جسکی شست و شو کرتے

ہمین تو کعبے سے کچھ کم نہ تھا ترا کوچہ
بجا تھا اُسمین اگر سجدہ چار سو کرتے

مزا تو زخم سلانے کا ہمکو تب ملتا
جب اپنے ہاتھ سے وہ چاک دل رفو کرتے

زبان اگرچہ دم نزع بند تھی اپنی
جو آتے وہ تو اشارون مین گفتگو کرتے

پس فنا بھی نہ یکجا ہمین تو چین آیا
فرشتے خاک مین پھرتے مین جستجو کرتے

چمن مین دھوم مچاتا نہ اسقدر مین تو
بہار آتے ہی گر کم مرا لہو کرتے

خموشی رخصت افغان اگر ہمین دیتی
کسی کے ہاتھ سے فریاد کو بکو کرتے

درست جب تری تصویر ہوتی تب نقاش
دہن کو نقطہ بناتے کمر کو مو کرتے

مثال شانہ اگر اپنی سو زبان ہوتین
بیان فسانۂ گیسو ہی مو بمو کرتے

چھپک جہائیگی آنکھیں دیکھنا نظارہ یار کو
اگر پردے سے باہر اُس پری رو کی جبین نکلی

پڑی غنچے کے دل مین گرہ بلبل کی جا بیجا سے
ہنسا یا بھی صبا نے پریشانی سے جبین نکلی

ہمیشہ نالہ وزاری کی جو آواز آتی ہے
ترے کشتہ کے تن سے روح کیا تب بھی نہین نکلی

کیا تھا ذکر کسنے باغ مین اس قد نازک کا
زمین سے سرنگون جو شاخ نخل یاسمین نکلی

فلک دیتا تو ہے تکلیف تا کی ہین لیکن
جلا دیگی اُسے جب لب سے آہ آتشین نکلی

مقر کیونکر نہو ہر ایک تیری فکر عالی کا
بنایا آسمان تونے ہے **غافل** جو زمین نکلی

غم نہین اسکا کوئی شیشہ گر بنے اور ٹوٹ جائے
پر غضب ہے اشک یون گوہر بنے اور ٹوٹ جائے

ضد پڑا ہے صانع عالم سے گر نالہ مرا
لاکھ باری گنبد اخضر بنے اور ٹوٹ جائے

ظالمون کا خلق مین ناقص ہی رہنا خوب ہے
یا الٰہی دستۂ خنجر بنے اور ٹوٹ جائے

جاے حیرت ہے کہ دل کا آئنہ تیرے حضور
سختی ایام سے پتھر بنے اور ٹوٹ جائے

تا لب ہے نوش سے تیرے نہو وہ لب بلب
خاک سے اغیار کی ساغر بنے اور ٹوٹ جائے

حیف یون قطرہ عرق کا گیسوے شبرنگ سے
گرتے گرتے روکش اختر بنے اور ٹوٹ جائے

خاک پوچھوں مین وہ ... کی جو تاثیر کچھ	چشم بیمار کا اپنی ہی وہ چارا کرتے
مذہب اہل تصوف بھی عجب ہی جس مین	دشمن و دوست کی یکسان ہین مدارا کرتے

تیغ ابرو ہی پہ کھینچا کیے وہ اے غافل
امتحان آکے کسی دن تو ہمارا کرتے

نہ کام قبا سے ہے نہ مطلب کفنی سے	مجنون ہون مجھے شوق ہے عریان بدنی سے
مارا کوئی باتون سے کوئی کم سخنی سے	قاتل کو مرے کام نہین تیغ زنی سے
ناچار ہو پھر تیشہ کیا میر کے حوالے	فرہاد کا جب ہاتھ تھکا کوہ کنی سے
حیرت نے مجھے ثانی معشوق بنایا	خاموشی مری کم نہین کچھ لب دہنی سے
کس قامت موزون کا ہو کشتہ جو مری خاک	اڑ اڑ کے لپٹ جاتی ہے سرو چمنی سے
نیلم ہو اگر تل تو حد اسکی یہی ہے	یاقوت سے لب دانت ہین ہیرے کی کنی سے
بلبل کی نہ لگ جاے نظر تجکو چمن مین	اندیشہ یہی ہے تری گل پیرہنی سے
اچھا نہین احسان کمینے کا اٹھانا	دولت بھی ہمین دے تو نہ لین چرخ دنی سے
قمری کی یہ طاقت ہے کہ ہو جسے مقابل	دم بند ہے بلبل کا مری نعرہ زنی سے

دل کے داغون کی طرح زخم بھی پنہان کرتے
وہ نہ تھے ہم کہ جو قاتل کو پشیمان کرتے

ہمنے یہ درد محبت مین مزا پایا تھا
مرتے مرجاتے ولے اسکا نہ درمان کرتے

قوت دست جنون سے جو خبر ہوتی ہمین
تار آہن سے رفو چاک گریبان کرتے

دفن ہوتا چمنستان میں جو یہ عمر سیج
طوق مرقد کا مرے مرغ خوش الحان کرتے

فعل بد ایسے نکر تو کہ خدا کو نادان
دیر لگتی نہین انسان سے حیوان کرتے

اپنے ہر عضو کے ٹکڑون سے اُڑے تھے پرزے
جمع کسطرح یہ اوراق پریشان کرتے

مانع سیر عدم تار نفس ہین اپنے
کٹتی زنجیر تو ہم قصد بیابان کرتے

اپنی وحشت مین کبھی پاؤن زمین پر نہ لگے
کسطرح ہمسے خلش خار مغیلان کرتے

لوٹتے خاک شہیدان پہ مرغان چمن
پر جہان جھاڑتے وان سیر گلستان کرتے

نفس چند ہی باقی تھے مری تربت کے
اب بھی آجاتے وہ آکدم کو تو احسان کرتے

قافلے والے ٹھہرتے جو ذرا ای غافل
بیٹھکر گریہ سر گور غریبان کرتے

رات کو وا جو نقاب رخ دلبر ہوجاے
کثرت نور سے خورشید ہر اختر ہوجاے

دشمنی کرتے ہین اُس سے جو کہ اپنا دوست ہو	ہمنے دیکھی یہ عجب رسم دیار دوستی
مان کہنا داغ سینے کا نہ دہوائی اشک گرم	رہ گیا ہو اک یہی تو یادگار دوستی

کوہکن ہی تہا جو غافل جا کے لایا جوے شیر
ہر کوئی کا سیکہو ہی شایان کار دوستی

سوز فراق بسکہ ہمارے بدن مین ہی	ہی تار شمع تار جو یان انجمن مین ہی
لب پر سی نہ پان کی سرخی دہن مین ہی	عالم ہزار رنگ کا اک سادہ پن مین ہی
طاقت نہین کہ بات کرین آگے یار کے	کہنے ہی کو زبان ہماری دہن مین ہی
بلبل ذرا تو رکھ تو سہی سر کو زیر بال	ہی وہ قفس مین بہی جو تماشا چمن مین ہی
جسپر نظر پڑی وہین دیوانہ ہو گیا	کیا سحر تیرے نرگس جادو فگن مین ہی
اپنا لہو بہائیے اب جوے شیر مین	ای تیشہ آرزو یہ دل کوہکن مین ہی
آرایش اُسکی زلف کی جب سی ہوئی اسیر	ہر پیچ پیچ مین تو شکن ہی شکن مین ہی
کس شمع رو کے چہرے سے پردا اُٹہا ہی آج	پروانہ بیقرار بہت انجمن مین ہی
سوے کمر سے تیرے اُسے کیا مناسبت	ایسی لچک کہان رگ برگ سمن مین ہی

بن چکی زلف کہین ہاتھ سے رکھو بھی شانہ
جی الجھتا ہی مرا بالون کے سلجھانے سے

دست و پا تیغ قناعت سے جو کاٹے تو ہے خوب
دربدر پھرنے سے اور ہاتھ کے پھیلانے سے

سرگذشت شب ہجران ہو کہانی ہی نہین
نیند آ وےگی نہ تمکو مرے افسانے سے

ملطفت شمع رخان ہون کہ ہون ای غافل
مین ہون پروانہ مجھے کام جل جانے سے

بیابان محبت سے گذرنا سخت مشکل ہے
وہ مہلک ہے یہ رستہ گور جسکی پہلی منزل ہے

اسے کہنے مین جذب عشق مجنون کی طرح لیلی
چلی آتی ہے بانون بانون ناقہ ہے نہ محمل ہے

بجاے بادہ اس سے تو لہو آتا ہے ساغر مین
ہمارا شیشۂ دل ہے کہ حلق مرغ بسمل ہے

گلا کاٹے جو تجھپر کوئی رگ سے خونبہا مانگے
نہ وہ مقتول تیرا ہے نہ کچھ تو اسکا قاتل ہے

سمندر رو سہاے موج پھیلائے جو رہتا ہے
یہ کس چشم گہر افشان کے دروازے کا سائل ہے

جلائے ایک چنگاری نے جسکے طور کے پتھر
ہماری آب و خاک و باد مین جو آگ شامل ہے

وہ رشک حور سب مین جلوہ گر ہے گو کہ پنہان ہے
تصور اسکا نہین اپنا حجاب چشم حائل ہے

کوئی اُف بھی نہین کرتا ہے پروانے کے جلنے
سبھی بیدرد اسمین لوگ ہین یہ کیسی محفل ہے

کب نکلی نہ تھی تیغ تری میان سے باہر
کب ہمکو تمنائے شہادت نہوئی تھی

پیغام زبانی تو ہمیں بھیجے گا ہے
گو آپکو خط لکھنے کی فرصت نہوئی تھی

خندان ہے لب زخم جو مذبوح کا تیرے
کیا اسکو تہ تیغ اذیت نہوئی تھی

جب تک کہ رہی طبع کسی شوخ پہ مائل
اکدم بھی میسر مجھے راحت نہوئی تھی

تھا دشمن جان کوئی اکوئی دو پڑ دولت
کس کس کو مرے ساتھ عداوت نہوئی تھی

وحشت کو مری دیکھ کے کہتے ہیں یہ آہو
مجنون کو بھی اسطرح کی وحشت نہوئی تھی

اب کیا ہے جو غافل ہی کا ہے ذکر ہر اک جا
آگے تو کبھی اسکی یہ شہرت نہ ہوئی تھی

باز آؤ کہیں اب بھی ستانے سے کسی کے
حاصل تمہیں کیا ہوگا کڑھانے سے کسی کے

ابنوہ خلائق مرے لاشے پہ نہووے
ایسا نہو جی اٹھوں میں آنے سے کسی کے

ہے پاک محبت جنھیں معشوق سے اپنے
ڈرتے نہیں وہ عیب لگانے سے کسی کے

ٹھکرا کے نہ چل خاک کے سوتوں کو تو اے شوخ
ہرگز یہ نہ جاگینگے جگانے سے کسی کے

مٹ جائینگے جیون نقش قدم ہم ترے در پر
پر یان سے نہ اٹھینگے اٹھانے سے کسی کے

متقلد جو ہوا عاشق کا وہ محروم رہتا ہی — نہین بھرتی ہو دریا سے کبھی آغوش ساحل کی

یہ قربت مصحفی کی تو غنیمت جان ای غافل
کہ قسمت ہی سے ہاتھ آتی ہی صحبت ایسے کامل کی

شہادت کے بھی اُن حسرت نکلی کچھ مرے دل کی — کہ سر تک آتے آتے مر گئی شمشیر قاتل کی
الٰہی خون ہمارا دیکھ کر اُسکو بھی غش آئے — تماشا ہی جو حالت ایک ہو مقتول و قاتل کی
لگا یا سر پہ تیشہ کوہکن نے ہو کے دق آخر — نکالی خوب ہی اُسنے دوا بیماری دل کی
اُٹھایا اُسنے دشت نجد سے بھی بستر اپنا — گئی جب گوش مجنون مین صدا کے سلاسل کی
کسی صورت تو وہ نظارہ کرے رقص بسمل کا — تڑپنے مین سرک جائے جو چٹی چشم بسمل کی
کیا تھا ذبح کیا تیغ ادا و ناز سے اُسکو — تڑپ جاتا ہی جو ہر اک تڑپ پر ترے بسمل کی

دل آگاہ سا قاصد نہین کوئی بھی ای غافل
کہ لا دیتا ہی اک دم مین خبر یہ لاکھ منزل کی

کام یان جسکو پڑا ہی چشم زلف یار سے — کم نہین ہی زور اُسکا کچھ شب بیمار سے
کیون نہ مژگان تیز تر ہوا بروے خمدار سے — نیمچے مین کاٹ ہوتا ہی فزون تلوار سے

کیونکر نہ ہر شرارۂ آتش عتاب کرے
دوزخ عذاب مین ہی ہمارے عذاب سے

چہرے پہ آسکے لب کہ ہجوم نگہ ہوا
جانے کے خانے مل گئے آخر نقاب سے

ہم سے چھپے تو عنبر کے ہوتے ہو ورق
بے پردگی ہی خوب ہی ایسے حجاب سے

مجکو شب وصال یہ ڈر ہی کہ آسمان
پیدا کرے کہین نہ سحر ماہتاب سے

دریاے خون ہی کوچۂ قاتل مین موج زن
سر اور لاشے بہتے ہین موج و حباب سے

کھائی ہی جب سے کوہ کی ٹکر نہ بحر عشق
کشتی ہماری چلتی ہی بچکر حباب سے

میت کا میری منہ لحد مین بھی کھولنا
مارا ہی مجکو یار نے تیغ حجاب سے

کس مست مے کے عشق مین کھائے ہین نگل
جو دونون ہاتھ ہو گئے سیخ کباب سے

آنکھون کے ڈورے دیکھتے ہی دم نکل گیا
لکھی تھی کیا قضا مری موج شراب سے

ہم وہ درخت خشک ہین صحراے عشق مین
جل جائین اور پانی نہ مانگین سحاب سے

تا وہ بھی جانے حالت دل تفتگان عشق
نامہ لکھینگے یار کو خون کباب سے

تو کسطرح حساب کریگا بروز حشر
باہر گناہ ہین مرے حد حساب سے

ابر کرم تب آکے خبر تو نے لی تو کیا
جب جل کے خاک ہو گئے برق عتاب سے

لذت ہین وہی یہ خواب وصال مین
گر یار بھی جگائے تو پھر لین خواب سے

غالب ہوا ہی اسکا غم دل سفاک چھین لے
تلوار کہکشان سے سپہر آفتاب سے

اچھا کیا جو لاش کو میری جلا دیا
چھوٹا لحد کے رنج سوال و جواب سے

نالہ آغاز محبت میں نہ پہونچا لب تلک	نو مسافر کو بہت رنج سفر ہوتا ہی
یاد آتی ہے مجھے آبادٔ دل کی شکست	ٹوٹے شیشہ تو مرا ٹکڑے جگر ہوتا ہی

کون سی شب ہے وہ غیر از شب وصل اے غافل
شام سے جسکا کہ آغاز سحر ہوتا ہی

خط کا مضمون مرے طفل سمجھتا کب ہی	معنی لفظ میں پوشیدہ مرا مطلب ہی
بیم و امید سے یہ حال ہمارا اب ہی	اشک آنکھوں میں بھرے خندہ زیر لب ہی
ماہ ہی آج فلک پر نہ کوئی کوکب ہی	ظلمت گو ہی یہ یا کہ سواد شب ہی
کاٹے کھاتی ہی نہالی بھی ہمیں یار بغیر	دھاریاں مار میں جو بوٹہ ہی وہ عقرب ہی
گبر میں گبر مسلمان میں مسلمان ہوں میں	مرد وارستہ ہوں رندانہ مرا مشرب ہی
وہ بھی اک شعبدہ بازی فلک تھی یعنی	اب کہاں قیس کہاں لیلی کہاں مکتب ہی
صنعت روح نہ ہو جسکے تن خاکی میں	قالب خاک نہیں کفش کا اک قالب ہی
طی کروں ایک ہی سرپٹ میں یہ صحرا جنون	وحشت آہوے رم خوردہ مرا مرکب ہی
باب جنت ہی دہن اور گل فردوس ہی رخ	سبزۂ باغ جنان وہ خط پشت لب ہی

میرے گریہ سے لفافہ ہی نہین کچھ تر ہوا
مٹ گئی ہی جا بجا سے نامہ کی تحریر بھی

کون سا پردہ رہا ہی میری رسوائی کا یہ
ہو چکا گلیون مین میرے لیے تشہیر بھی

سانحہ فرہاد کے مرنے کا ایسا ہو گیا
جسکے ماتم مین ہوے گریان جوان و پیر بھی

عرق بحر شرم ہی تیشہ جو اپنی آب سے
پانی پانی تو خجالت سے ہی جوئے شیر بھی

دیکھین بندھتی ہی چمن مین کسکے نالون کی ہوا
نالہ کش بلبل بھی ہی اور غافل دلگیر بھی

پابند گیسوے سیہ یار ہم ہوے
وابستہ کس بلا مین گرفتار ہم ہوے

ہر طرح اسکی گرمی بازار ہم ہوے
یوسف جو وہ ہوا تو خریدار ہم ہوے

بیگانہ وار اس چمنستان مین کی بسر
ہرگز نہ آشنائے گل و خار ہم ہوے

آتی ہی اس گلی مین ہوا درد دل فزون
دار الشفا مین اور بھی بیمار ہم ہوے

چھوٹے تمام عمر نہ زنجیر زلف سے
دام بلا مین ایسے گرفتار ہم ہوے

ابکی نہ ایک نالہ رنگین ادا ہوا
شرمندہ تجھسے بلبل گلزار ہم ہوے

موسے کی طرح ہم سے نہ کرلن ترانیان
دیکھین بنیگے جو طالب دیدار ہم ہوے

چشم گریان جو بنا ساغر مرا ای ساقی
دور محفل مین رہا کسکے لب خندان سے

جانکہ غیر وہ بت مجھسے ہوا ہم صحبت
جب گئی شکل بدل میری غم پنہان سے

جن فقیرون کی توکل مین بسر ہوتی ہی
انکو کچھ کام نہین گنج زر سلطان سے

ہی بہت خام ابھی سلسلۂ عشق مین وہ
کہدو مجنون کو رکھین دور مرے زندان سے

قابل دید ہی یہ گریۂ مستانہ مرا
خاک پر لوٹتے ہین اشک دو غلطان سے

یاد آتا ہی کسی زلف مین شانہ کرنا
کھیلتا ہی جو کوئی افعی بے دندان سے

دل گرفتہ تیرے جنت مین بھی بیٹھے ہین ملول
حور سے ہنستے ہین نہ بولتے ہین غلمان سے

ابر مژگان نے لگادی ہی جھڑی یاد مین
کم نہین روز سیہ اپنا شب باران سے

لذتین اسکے اٹھائین ہین غم دوری مین
وصل کے دن کو بدلتا ہون شب ہجران سے

کب تماشائے چمن اسکو خوش آئے غافل
غنچے گلزار مین لگتے ہین جسے پیکان سے

شب جو گیسوے سیہ سر کی رخ جانان سے
چھائیان مٹ گئین رخسارۂ تابان سے

کیا فرشتہ ہی کہ یہ باز رہے عصیان سے
بشریت ہی جو ہوتی ہی خطا انسان سے

دیدۂ تر سے جو اُسکے متصل جاری ہے اشک
کہہ گیا ہے کچھ تو سرگوشی مین شیشہ جام سے

اب کہان وہ ماہرو جو پیچھے پیکر شراب
توڑ لیے یاد ہم آغوشی مین شیشہ جام سے

بزم مین نکلے گلے سے پھر قلقل کی صدا
لے اگر تعلیم خاموشی مین شیشہ جام سے

ہاتھ تک اُسکی رسائی اور میری لب تلک
رہگیا عاجز فزون کوشی مین شیشہ جام سے

ناگہان دلپر ہمارے آ گئی غافل شکست
رات ٹکرایا جو مدہوشی مین شیشہ جام سے

آئے ہین تنگ ہم ستم روزگار سے
جاوین کہان نکل کے فلک کے حصار سے

چلتے ہین راستے مین جو بچکر غبار سے
واقف نہین ہین اپنے وہ انجام کار سے

لینے ہے داد جگو تو لے قصر یار سے
اے موج گریہ سر نہ ٹپک کوہسار سے

چشم سیہ کی رہتے ہین اکثر کمین مین ہم
پائین کہین نہ غمزہ ہرن کے شکار سے

گل دیکھتے ہی داغ جنون مشتعل ہوا
حق مین مرے خزان ہی بھلی تھی بہار سے

جو ہیر پا کا آبلہ ٹوٹا دہن بنا
کرنے کو شکوہ دست تعدی خار سے

منھ پر غبار خط ہے نہ دل پہ گرد کین
ہے صاف اُسکا ظاہر و باطن غبار سے

اے برق تیرا کیجیے کس منہ سے سامنا
جاتی رہی تڑپ وہ دل بیقرار سے

ہم دل جلوں کی خاک اڑا تو نہ اے صبا
ہو گا جہان سیاہ ہمارے غبار سے

ہے رنگ زرد اپنا بہ از کشت زعفران
کچھ کم نہین خزان بھی ہماری بہار سے

تکلیف نالہ مجکو نہ دے ورنہ عندلیب
جل جائیگی مری نفس شعلہ بار سے

الفت چمن کو اس سے ہی ہو چلتے وقت
گل خار نکلے الجھین گے دامان یار سے

بعد فنا بھی آرزوے وصل یار مین
باہر رہینگے ہاتھ ہمارے مزار سے

ق

ماہ تمام گھٹ کے بنا صورت ہلال
تشبیہ دی جو ہمنے اسے روے یار سے

صحرا مین کوئی خاک اڑاتا ہے نجد کی
ٹکرا رہا ہے سر کوئی کوہسار سے

غافل بہار آئی ہے ہے موسم جنون
بیٹھا ہے کیا تو اٹھ تو سہی کوے یار سے

ٹپکنے پر ہین قطرات عرق زلف معنبر سے
خداوندا یہ ابر تر ہماری خاک پر برسے

ہنر کچھ تو ملا قاتل مجھے گردن کشا مین نے
جو پھر حلق بریدہ کو رگڑتا ہون مین خنجر سے

نہین دیتا ہو پہنچنے نامہ بخت نارسا اب تک
گلہ قاصد سے ہے ہمکو نہ کچھ شکوہ کبوتر سے

مرا ہی دل لب شیرین کے بوسے سے نہین پھرتا
وگرنہ چار دن مین طبع پھر جاتی ہی شکر سے

بنایا عالمون نے اسکو عمامہ فضیلت کا
زمین پر ہمنے دے ٹپکا تھا جس دستار کو سر سے

عوض لاحق نہین ہوتی کبھی اسفل سے اعلیٰ کی
کہین خورشید بھی کرتا ہی کسب نور اختر سے

بنانے پر عمارت کے عبث مرتے ہین یہ منعم
کہ خشت گور تک باقی نہین فغفور و قیصر سے

دل پرداغ کا سینے مین جلنا یاد آتا ہی
نکلتے دیکھتا ہون مین جو دود مجمر سے

فقیر بے طمع جمکر جہان بیٹھا وہان بیٹھا
برنگ نقش دیبا یہ نہین اٹھتا ہی بستر سے

انہی سے خون بہا مانگین گے ہم روز قیامت کو
ہمارا جسنے خون دھویا ہی تیر و دست خنجر سے

بڑے نادان ہین جو انہون سے کچھ امید رکھتے ہین
لب خشک صدف کسدن ہوا تر آب گوہر سے

نہین ہی تاب رسوائی کی خاص و عام مین ہمکو
حساب اپنا کرین اے کاش پہلے روز محشر سے

نہین یہ کہکشان یعنی نشان کا تیر سایہ ہی
فلک کہتے ہین جسکو وہ بنا ہی گرد لشکر سے

مدد سے اختر طالع کے ہم آخر ہلال آسا
سلامت اپنی کشتی لے گئے اس بحر اخضر سے

غضب ہی جو مضمون وصل کا لکھون تو سے خط مین
لپٹ جاتا ہی لاسے کی طرح بال کبوتر سے

نہین پیرو کسی کے ہم طریق عشق مین غافل
ہمیشہ رہتے ہین اک دو قدم آگے ہی رہبر سے

کیا ستانے کو مرے اب بت شنگ آتا ہی
جب تو آتا ہی یہان بر سر جنگ آتا ہی

چشم بیمار تری سرخ جو خونخواری کو
بادہ نوشی سے کب آنکھون مین رنگ آتا ہی

کیونکہ ہر نالہ مرا باب اثر تک پہونچے
ایک ہی آدہ نشانے پہ خدنگ آتا ہی

اسقدر کوئی بھی رکھتا ہی کدورت دل مین
صاف کرتے ہین جو آیئنے پہ زنگ آتا ہی

کتنا بیباک ہی غمزہ ترا سفاک
کھینچکر تیغ میان صف جنگ آتا ہی

جب بلاتے ہوئے مجھے تب مین یہان آتا ہون
اب نہ آونگا اگر آپ کو ننگ آتا ہی

ضبط کرتا ہون تو لگتی ہی پروبال مین آگ
نالہ کرتا ہون تو صیاد بہ تنگ آتا ہی

عزم کیا ناقہ لیلین کا طرف مجنون ہی
ناز کرتا ہوا جو نا کہ زنگ آتا ہی

کسکا دیوانہ ہی یہ وارد صحرا لیلی
پاسبانی کو ہر اک شیر و پلنگ آتا ہی

جان لینے کی تو مین یاد ہزارون گھاتین
دلفریبی کا بھی تجھکو کوئی ڈہنگ آتا ہی

مبتذل بسکہ فن شعر ہوا ہی غافل
کوئی شاعر مجھے کہتا ہی تو ننگ آتا ہی

ہم فقیرون کا بدن آلودگی سے پاک ہی
بوریا ہی اپنا ہمکو کینہ ولاک ہی

خاتمۃ الطبع

داغ بر دل ہی اگر لالہ غم فرہاد مین
آئے لیلی بھی اگر اُسمین تو مجنون بنکے جاے
یارین ہمکو نظر آتا ہی ویرانہ چمن

ماتم مجنون مین ہر جادہ کا سینہ چاک ہی
بسکہ صحرا تیرے دیوانون کا وحشت ناک ہی
دھیر پھولون کا نہین ہی یہ خس و خاشاک ہی

شہسوارون سے بھی اسکی باگ رک سکتی نہین
یہ سمند عمر غافل اسقدر چالاک ہی

مدعی کی عیب گیری سے ہمین کیا باک ہی
سرکشی مانند شعلہ اسقدر اچھی نہین
شرم آتی ہی جو اُس سے یار کو ہنگام غسل
جانب صید حرم بھی جو نظر کرتی نہین
جان بلب ہین کیسے مرگ و زیست کے قبضے مین ہم
کسطرح سے ہو نہ مجنون ناقہ لیلی کے ساتھ
ساقی مخمور سے کہتے ہین یون مستی مین ہم
اور تو آثار بلبل اب گلستان مین نہین

پاک طینت ہین محبت بھی ہماری پاک ہی
خاکساری کر کہ آخر ایکدن تو خاک ہی
کیا حباب بحر میرا دیدہ نمناک ہی
منتظر کسکی یہ چشم حلقۂ فتراک ہی
گر وہ کھینچے تیغ تو اکدم مین جھگڑا پاک ہی
جسقدر یہ سست ہی اُتنا ہی وہ چالاک ہی
تاک سے جیسے بہم پیچیدہ چوب تاک ہی
یادگار آشیان مشت خس و خاشاک ہی

ابن صلابت خان متخلص بہ غافل احاطہ فقیر محمد خان گویا واقع لکھنؤ مین رہتے تھے واقعی خوب شعر کہتے تھے طبیعت انکی نہایت عالی تھی انکی ادنے کنیز نازک خیالی تھی اگرچہ وہ اس فن مین کامل تھے لیکن اکثر اشخاص انکے کلام سے بیخبر و غافل تھے انکے خلف الصدق میان جھمو خان اس پریس مین ملازم باوقار ہین اپنی صناعی مین یکتاے روزگار ہین انھون نے ایک روز حال اپنے حسب و نسب اور عالی خاندانی کا مالک مطبع سے بیان کیا اپنے والد ماجد کی زبان دانی کا نشان دیا مالک مطبع کو سنتے ہی کمال تاسف ہوا بسبب گم ہو جانے دیوان کے بجہت غدر جھمو خان کے گھر سے مالک مطبع نے تلاش کرنے کا حکم دیا کارپردازان مطبع نے بدقت تمام جابجا جستجو کرکے کلام واقع الالام مجتمع کیا اور اب بفضلہ تعالے دیوان مذکورہ ماہ دسمبر ۱۸۷۲ع مطابق ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۹ مین زیور الطباع پہنکر نور افزاے چشم نظارگیان ہوا

قطعہ تاریخ طبع سابق تصنیف ایضاً

لکھنؤ مین ہی مطبع زیبا
ہی سخاوت مین مثل حاتم کے
تھا ازل سے ملا جو انکو نوال
وصف مطبع کا کیا بیان کیجے
زر دکا ہی نظر پڑی جسکو
کاتبون نے یہان کے بے تشویش

منشی با وقار و دانا کا
جو کسی نے طلب کیا پایا
نام آخر نول کشور ہوا
ہی وہ مطبوع طبع شاہ و گدا
گل صدبرگ کا ہوا دھوکا
منشی چرخ پر ہی خط کھینچا
ہوش اس مطبع گرامی مین
دیکھکر اسکو بول اٹھا ہاتف

روبرو انکی عقل و دانش کے
جوش دریاے فیض سے انکے
کس زبان سے ہو انکی مدح و ثنا
دل اہل نظر ہی ہر اک سنگ
ورق صاف کی تجلی سے
جو کہ مطبوعہ یان کا نسخہ ہی
انکا دیوان جبکہ طبع ہوا
چھپ گیا ہی کلام غافل کیا

۱۲۸۹ ھ

عقل کل کا ہی تذکرہ بیجا
قطرے پر بھی ہی حکم دریا کا
ناطقہ بند ہی یہان سب کا
سمجھین وہ جنکا دل ہی پتھر کا
ورق آفتاب شرمایا
نسخہ کیمیا سے ہی وہ سوا

قطعہ تاریخ طبع سابق طبعزاد افصح الفصحا مولوی محمد فصیح اللہ صاحب وفا لکھنوی شاگرد میر وزیر علی صبا مرحوم

سنور خان غافل اوستادی | بہ فن شاعری کو بود کامل
بسال طبع دیوانش وفا گفت | عجب زیبا بود دیوان غافل

ایضاً تصنیف شاعر کامل رشک سحبان وائل منشی بھگواندیال صاحب غافل

زغافل چہ شد طبع دیوان دلکش | جہان بر خریدارئیش گشت مائل
پئے سال تاریخ غافل ز کلکم | رقم شد چہ دلچسپ دیوان غافل

۱۲۸۹ھ

۱۳